مجلہ سنہ ۱۹۹۹ء

امام احمد رضا کانفرنس

پیشکش: منظور حسین جیلانی

ادارہ تحقیقات امام احمد رضا (رجسٹرڈ)

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ

امام احمد رضا کانفرنس

کے شاندار انعقاد پر ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا
کو دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں اور دعا
کرتے ہیں کہ یہ کانفرنس اعلیٰ حضرت امام احمد رضا
کے مشن "عشقِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم"
کو قلب واذہان میں اجاگر کرنے کا ذریعہ ثابت ہو۔ آمین

منجانب

حاجی محمد رفیق برکاتی کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مجلسِ عاملہ

بانی • سیّد محمد ریاست علی قادری علیہ الرحمۃ

سرپرستان

• ڈاکٹر پروفیسر محمد مسعود احمد • علامہ سیّد شاہ تراب الحق قادری

صدر • سیّد وجاہت رسول قادری

نائب صدور

حاجی شفیع محمد قادری

پروفیسر ڈاکٹر عبدالباری صدیقی

جنرل سیکریٹری

پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری

فنانس سیکریٹری

منظور حسین جیلانی

سیکریٹری اطلاعات و مطبوعات

حاجی عبداللطیف قادری

اراکین

سیّد ریاست رسول قادری

محمد حنیف رضوی

سیّد اویس علی قادری

آفس منیجر

ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری

اکاؤنٹ منیجر

سیّد محمد خالد القادری

آفس اسسٹنٹ

سیّد زاہد اللہ قادری

اِدارہ تحقیقاتِ امامِ احمد رضا (رجسٹرڈ) پاکستان

مرکزی دفتر: ۲۵، دوسری منزل، جاپان مینشن، ریگل صدر کراچی۔ پوسٹ کوڈ ۷۴۴۰۰، پوسٹ بکس ۴۸۹ فون ۷۷۲۵۱۵۰/۷۷۲۱۲۱۹، ٹیلیگرام "المختار"
شاخ: ڈی۔۴/۴۴، اسٹریٹ ۳۸، سیکٹر ۱/۶۔ایف، اسلام آباد۔ پوسٹ کوڈ ۴۴۰۰۰ پوسٹ بکس: ۲۹۱۰، ٹیلیفون: ۸۲۵۵۸۷

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

حسان الہند حضرت رضا بریلوی

(اس نعت میں یہ صنعت رکھی گئی ہے کہ پڑھنے والے کے دونوں ہونٹ نہیں ملتے)

سیدِ کونین سلطانِ جہاں ظلِ یزداں شاہِ دیں عرش آستاں

کُل سے اعلیٰ کُل سے اولیٰ کُل کی جاں کُل کے آقا کُل کے ہادی کُل کی شاں

دلکشا دلکش دِل آرا دلستاں کانِ جان و جان دشایانِ شاں

ہر حکایت ہر کنایت ہر ادا ہر اشارت دلنشین و دل نشاں

دل دے دل کو جانِ جاں کو نور دے اے جہانِ جان و اے جانِ جہاں

آنکھ دے اور آنکھ کو دیدارِ نور روح دے اور روح کو راحِ جناں

اللہ اللہ یاس ایسی آس سے اور یہ حضرت یہ در یہ آستاں

تو ثنا کو ہے ثنا تیرے لیئے ہے ثنا تیری ہی دیگر داستاں

تو نہ تھا تو کچھ نہ تھا گر تو نہ ہو کچھ نہ ہو تو ہی تو ہے جانِ جہاں

تو ہو داتا اور اوروں سے رجا تو ہو آقا اور یادِ دیگراں

التجا اس شرک و شر سے دور رکھ ہو رضا تیرا ہی از این و آں

جس طرح ہونٹ اس غزل سے دور ہیں دل سے یوں ہی دُور ہو ہر ظن و ظاں

احمد رضا خاں قادری

علامہ بدر القادری ہالینڈ

حامد رب علیٰ احمد رضا خاں قادری ۔۔۔ وصف خوان مصطفیٰ، احمد رضا خاں قادری

حق شناس و حق رسا احمد رضا خاں قادری ۔۔۔ با وفا معنیٰ "رضا"، احمد رضا خاں قادری

تجھ سے خوش تیرا خدا احمد رضا خاں قادری ۔۔۔ تجھ سے راضی مصطفیٰ، احمد رضا خاں قادری

عہد کا خالد ہے تو اس دور کا طارق ہے تو ۔۔۔ سیف ہے خامہ ترا، احمد رضا خاں قادری

جس کا فیض علم پوری اک صدی پر ہے محیط ۔۔۔ ہے یہ وہ ابر سخا، احمد رضا خاں قادری

عالم اسلام میں ہے اس سے تازہ انقلاب ۔۔۔ درس جو تو نے دیا، احمد رضا خاں قادری

اک محی الدین ہے، اور اک مجدد دین کا ۔۔۔ پہلا غوث اور دوسرا، احمد رضا خاں قادری

مظہر نعمان تو، غوث جلی کی شان تو ۔۔۔ ممتاز ہے تیری ادا، احمد رضا خاں قادری

جس کے دم سے شرع و دیں نے پائی اک تازہ نمو ۔۔۔ عہد ساز و عہد زا، احمد رضا خاں قادری

بت کدے میں ہند کے جس کی نوا نے زندہ کی ۔۔۔ تکبیر کی مدھم صدا، احمد رضا خاں قادری

جتنے تھے ہمعصر تیرے سب رہے تیری رہین ۔۔۔ سب سے تو اونچا گیا، احمد رضا خاں قادری

حاسدوں کے مکر کی ہر چال طشت از بام ہے ۔۔۔ ہر گھروندا گر چکا، احمد رضا خاں قادری

ہند سے بغداد تک بغداد سے حرمین تک ۔۔۔ تیری وفا کا تذکرہ، احمد رضا خاں قادری

بدلیاں چھٹنے لگیں تاریکیاں ہٹنے لگیں ۔۔۔ جب ترا سورج چڑھا، احمد رضا خاں قادری

درس کا عنوان ہے تو تحقیق کے شایان تو ۔۔۔ تیرا ہر سو تذکرہ، احمد رضا خاں قادری

تیری تابانی کی دنیا آج پھر محتاج ہے ۔۔۔ اٹھ ذرا جلوہ دکھا احمد رضا خاں قادری

بدر آقاؤں کی ترے دھوم ہر عالم میں ہے
گیت گا، دھومیں مچا احمد رضا خاں قادری

بسم الله الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

سن 1999ء

سید وجاہت رسول قادری

نہ کنم دگر نگاہ بہ رہے کہ طے نمودم
بہ سراغ صبح فردا روش زمانہ دارم

علم حقیقی و نورانی کہ جس کے امین آقائے کائنات مولائے کل سید الانبیاء و رسل صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہیں، اصل وارث علماء ربانین ہی ہیں، علامہ ابن عبدالبر اندلسی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی مشہور تصنیف "جامع بیان العلم و فضلہ" میں حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے ایک حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا "میرے جانشینوں پر خدا کی رحمت! میرے جانشینوں پر خدا کی رحمت! میرے جانشینوں پر خدا کی رحمت!" صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے جانشین کون ہیں؟" تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جو میری سنت سے محبت رکھتے ہیں اور بندگان خدا کو اس کی تعلیم دیتے ہیں۔"

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد گرامی کی روشنی میں جب ہم برصغیر پاک و ہند کے ماضی قریب کے علماء کے کردار کا جائزہ لیتے ہیں تو اس دور ابتلاء میں ہمیں چند ہی شخصیات ایسی نظر آتی ہیں جنہوں نے صحیح معنوں میں علم حقیقی کے تحصیل و ابلاغ اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ اور سنت مطہرہ سے سچی محبت کا اظہار کیا ہو۔ ان ذوات قدسیہ میں بلاشبہ امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمتہ والرضوان کی ہمہ جہت شخصیت سب سے ممتاز نظر آتی ہے۔ ان کی یہ امتیازی شان ان کے کردار کے تین اہم اوصاف کی وجہ سے ہے:

(۱) عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں آشفتہ سری و فداکاری
(۲) اسوہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر سختی سے عمل
(۳) علوم قرآن مبارک و حدیث شریفہ کی شب و روز تبلیغ و اشاعت

امام احمد رضا کس قدر علم دوست، علم حقیقی کے حصول اور اس کے ابلاغ میں کس درجہ پرشوق اور مستعد تھے اس کا اندازہ ان کے ارشادات سے ہوتا ہے، ایک مرتبہ کسی نے علم باطن کے ادنی درجہ کے متعلق ان سے سوال کیا، آپ نے حضرت ذوالنون مصری رحمتہ اللہ علیہ کے سفر علم (روحانی) کا ایک واقعہ سنانے کے بعد فرمایا:

"حضرت شیخ اکبر (علیہ الرحمتہ) اور اکابرین (رحمہم

اللہ) نے فرمایا ہے کہ ادنی درجہ علم باطن کا یہ ہے کہ اس کے عالموں کی تصدیق کرے کہ اگر نہ جانتا تو تصدیق نہ کرتا نیز حدیث میں فرمایا ہے "**اغد عالما**" **او متعلما**" **او مستمعا**" **او محبا**" **ولا تکن الخامس فتهلک**" صبح کر اس حالت میں کہ تو خود عالم ہے یا علم سیکھتا ہے یا عالم کی باتیں سنتا ہے یا (ادنی درجہ) یہ کہ عالم سے محبت رکھتا ہے اور پانچواں نہ ہونا کہ ہلاک ہو جائے گا۔" (احکام شریعت' ص ۲۳۱)

امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمتہ کس قدر علم دوست تھے' ان کے نزدیک تعلیم کے مندرجہ ذیل مقاصد اس پر گواہ ہیں:

(الف) تفہیم دین

(ب) رضائے الٰہی کا حصول

فرماتے ہیں "رزق علم میں نہیں وہ رازق مطلق کے پاس ہے جو خود اپنے بندوں کا کفیل ہے۔" مزید فرماتے ہیں "کہ دنیوی علوم کا حصول اگر اس نیت سے کیا جائے کہ اس سے دین کا مفاد مقصود ہو تو وہی تعلیم دین بن جائے گی۔"

(ج) حسن نیت اور حسن عمل کی تربیت کرنا۔

فرماتے ہیں "حسن نیت سے بے شمار احکام بدل جاتے ہیں' اچھا بھلا کام نیت بدلنے سے نامسعود بن جاتا ہے۔"

(د) معرفت الٰہی

(ر) تفہیم منصب رسالت

(ز) خیرو شر میں تفریق اور وضاحت کی صلاحیت

(س) تعمیر کردار

امام احمد رضا کا نظریہ تعلیم بہت واضح اور پختہ تھا۔ وہ مسلمانوں کو ایک زندہ و تابندہ قوم دیکھنا چاہتے تھے لہٰذا انہوں نے ہزار سے زائد تصانیف و تالیفات کے ذریعہ مذہب و مسلک' تعلیم و تعلم' سیاست و مدنیات' معیشت و معاشرت اور صحافت و ادبیات' ہر محاذ پر مسلمانوں کی رہنمائی کا فریضہ بطریق احسن انجام دیا۔

وہ عشق رسالت ماب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں فنائیت کے اس اعلیٰ و ارفع مقام پر فائز تھے جہاں اللہ تبارک و تعالیٰ اور اس کے نبی اولی و اعلیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں احتمال کے درجے میں بھی ادنیٰ سے ادنیٰ شائبہ گستاخی ناقابل برداشت تھا۔ وہ عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں اس قدر سرشار تھے کہ خود کو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور مولیٰ علی کرم اللہ الوجہہ الکریم کی پیروی میں "**عبدالمصطفی**" کہلانے پر فخر محسوس کرتے تھے اور اپنی اس غلامی و بندگی کو دونوں جہان میں نجات و امان کا سبب تصور کرتے تھے۔

خوف نہ رکھ رضا ذرا تو' تو ہے عبد مصطفیٰ
تیرے لئے امان ہے تیرے لئے امان ہے

جب ہم ان کی ۶۵ سالہ حیات مستعار کا جائزہ لیتے ہیں تو ان کی گفتار و کردار کی ہر ادا' قلم سے نکلی ہوئی ہر عبارت' قرطاس پر مرتسم ہر ہر لفظ' وضع قطع' انداز و ادا' فکر سخن' نشستن و خفتن' صورت و سیرت' غرض یہ کہ زندگی کی ہر روش اور کردار کا ہر پہلو محبت و اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عکس جمیل نظر آتا ہے۔ "اعلیٰ حضرت" کا لقب جس سے زمانے نے ان کو پکارا ان کے اسی اعلیٰ کردار اور اسوہ حسنہ پر استقامت کا آئینہ دار ہے۔ آج بھی یہ خطاب "اعلیٰ حضرت" جہاں جہاں لکھا' بولا اور پڑھا جاتا ہے اس سے مراد صرف اور صرف اسی "عبد

مصطفیٰ" احمد رضا خاں کی ذات گرامی ہوتی ہے اور انشاء اللہ قیامت تک یہ اعزاز' رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس عاشق صادق کو حاصل رہے گا۔

تاریخ پر گہری نظر رکھنے والا اس حقیقت کا اعتراف کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ گذشتہ دو صدیوں میں امام احمد رضا جیسی عبقری شخصیت کا مثل بمشکل ہی نظر آتا ہے۔

"فکر رضا" کو اپنانے کی جتنی شدید ضرورت آج ہے وہ شاید کل نہ ہو سکے گی کہ کل "اغیار" سب کچھ تباہ کر چکے ہوں گے۔ ہمیں خود احتسابی کی ریاضت سے گذر کر "عشق رسول" صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے اپنے اذہان و قلوب کو منور کرنا ہوگا۔ بدعات و منکرات' فحاشی و عریانی اور جہالت کے خلاف جہاد کرنا ہوگا' اور "سنت رسول" صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں اپنی روش کو بدلنا اور تحصیل و ابلاغ علم حقیقی کے لئے سفر سعادت کے طور سے اپنی جدوجہد کا آغاز کرنا ہوگا۔ یہی امام احمد رضا محدث بریلوی کی تعلیم کا نچوڑ ہے یہی ان کو خراج تحسین پیش کرنے کا بہترین طریقہ ہے۔ اسے اپنائے بغیر نہ بیرونی دشمنوں پر فتحیاب ہو سکتے ہیں نہ اندرونی منافقوں سے مستعدی و سرعت کے ساتھ نمٹ سکتے ہیں۔ اور نہ ہی اتحاد و اتفاق کی نعمت سے بہرہ ور ہو سکتے ہیں۔ انہی مقاصد جلیلہ کے حصول کے لئے ادارہ تحقیقات امام احمد رضا (پاکستان) ۱۹۸۰ء سے مسلسل سعی و کاوش کر رہاہے۔ امام احمد رضا محدث بریلوی کے افکار و نظریات اور خزانہ علمی کی تبلیغ و اشاعت کے لئے ادارہ ہذا ہر سال کراچی اور اسلام آباد میں امام احمد رضا کانفرنس کا اہتمام کرتا ہے' جس میں ملک اور بیرون ملک کے منتخب اہل علم و فن' علماء و دانشور حضرات امام صاحب کی ہمہ جہت شخصیت اور ان کی دینی' علمی اور ملی خدمات پر تحقیقی مقالہ جات پیش کرتے ہیں اس موقع پر شائع ہونے والے "مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس" میں مقالات کے علاوہ مقتدر شخصیات کے پیغامات بھی ہوتے ہیں۔ ایک سالنامہ معنون بہ "معارف رضا" کا بھی اجراء ہوتا ہے۔ اس کانفرنس کے موقع پر امام احمد رضا کی مصنفہ کتب اور خود ان پر لکھی ہوئی کتب بھی شائع کی جاتی ہیں۔ چنانچہ امسال درج ذیل کتب شائع کی گئی ہیں:

۱۔ مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس ۱۹۹۹ء
۲۔ معارف رضا' شمارہ ۱۹ر (۱۹۹۹ء)
۳۔ کنزالایمان اور معروف تراجم قرآن (ڈاکٹر مجید اللہ قادری)
۴۔ مولانا احمد رضا کی علمی و ادبی خدمات (ڈاکٹر غلام یحییٰ مصباحی)
۵۔ حدائق بخشش (امام احمد رضا محدث بریلوی)
۶۔ مجدد الف ثانی' امام احمد رضا اور حضرات نقشبندیہ (ڈاکٹر مجید اللہ قادری/ میاں مسرور احمد)
۷۔ الاحادیث السنیہ (علامہ فیض احمد اویسی رضوی)
۸۔ الامام احمد رضا علی میزان الانصاف (علامہ عبدالحکیم شرف قادری)
۹۔ حیات مولانا احمد رضا خاں بریلوی (ڈاکٹر محمد مسعود احمد)

(نوٹ: یہ تمام کتب ادارہ کے اشاعتی یونٹ سے بارعایت حاصل کی جا سکتی ہیں۔)

الحمدللہ ادارے کے تعاون و سرپرستی سے اب تک تقریباً ۲۵ ملکی اور غیرملکی جامعات میں امام احمد رضا کی حیات و کارناموں کے مختلف پہلوؤں کے حوالے سے پی۔

ایچ۔ ڈی اور ام فل کی سطح پر کام ہو رہا ہے۔ ادارہ ہر سال کانفرنس کے موقع پر پی۔ ایچ۔ ڈی کرنے والوں کو گولڈ میڈل اور ام فل کرنے والوں کو سلور میڈل پیش کرتا ہے۔ اس کے علاوہ امام احمد رضا کی شخصیت پر کوئی اہم تصنیفی خدمت انجام دینے پر بھی ایک گولڈ میڈل دیا جاتا ہے۔ اس سال "دراسات الرضویہ" کے نام سے ایک اور گولڈ میڈل کا اجراء کیا جا رہا ہے جو ان محقق اصحاب کو پیش کیا جائے گا جنھوں نے عربی' انگریزی یا کسی اور اہم غیر ملکی زبان میں امام احمد رضا کی فکر و مشن یا تصنیفات و تالیفات کے حوالے سے ترجمہ یا تصنیف کتب کی کوئی اہم خدمت انجام دی ہو۔

اس بار امام احمد رضا کانفرنس ۱۹۹۹ء کے موقع پر دو "امام احمد رضا گولڈ میڈل ریسرچ ایوارڈ" مندرجہ ذیل حضرات کو ان کے پی۔ ایچ۔ ڈی کے مقالہ پر دیئے جا رہے ہیں۔

(۱) ڈاکٹر انوار احمد خان' سندھ یونیورسٹی جام شورو' حیدر آباد

عنوان: مولانا احمد رضا خاں بریلوی کی فقہی خدمات کا جائزہ

(۲) ڈاکٹر سراج احمد بستوی' کانپور یونیورسٹی' ہندوستان

عنوان: مولانا احمد رضا خاں کی نعتیہ شاعری

ان کے علاوہ جن دو غیرملکی اسکالرز کو "دراسات الرضویہ" گولڈ میڈل ایوارڈ دینے کا فیصلہ کیا گیا ہے ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

(۱) ڈاکٹر حسین مجیب مصری' سابق استاذ جامعتہ الازھر الشریف و حال استاذ جامعہ عین الشمس' قاھرہ' مصر

(۲) ڈاکٹر رزق مرسی ابوالعباس مصری' استاذ جامعتہ الازھر الشریف قاھرہ' مصر

امام احمد رضا جیسی عبقری اور محسن دین و ملت شخصیت کے کارناموں کے پیش نظر ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کی مجلس عاملہ اور اراکین حکومت پاکستان کے ارباب بست و کشاد خصوصاً" صدر پاکستان جناب رفیق احمد تارڑ صاحب' اور وزیراعظم پاکستان جناب میاں محمد نواز شریف صاحب سے یہ مطالبہ کرنے میں حق بجانب ہیں کہ:

۱۔ امام احمد رضا محدث بریلوی کے یوم وصال ۲۵ صفر المظفر کو ٹی۔ وی اور ریڈیو سے امام احمد رضا کی حیات اور کارناموں کے حوالے سے مذاکرے کا انتظام کیا جائے۔

۲۔ وفاقی شرعی عدالت اور اسلامی نظریاتی کونسل میں فتاویٰ رضویہ کو فقہ اسلامی کے اہم ماخذ کے طور پر شامل کیا جائے۔

۳۔ ٹی۔ وی اور ریڈیو پر امام احمد رضا کے ترجمہ قرآن "کنزالایمان" کے نشر کا اہتمام کیا جائے۔

۴۔ وفاقی اور صوبائی محکمہ تعلیمات اور دیگر حکومتی لائبریریوں میں فتاویٰ رضویہ' کنزالایمان اور امام احمد رضا کی دیگر کتب کے علاوہ "معارف رضا" عوام الناس کے افادے کے لئے لازمی رکھا جائے۔

۵۔ تمام تعلیمی سطوں پر یعنی پرائمری' میٹرک' انٹرمیڈیٹ' گریجویٹ اور پوسٹ گریجویٹ د سطح تک تاریخ' معاشرتی علوم' مطالعہ پاکستان' اردو' فارسی شعر و ادب' اور دیگر فنون میں امام احمد رضا اور ان کے متوسلین علماء و دانشوروں کی حیات ر کارنامے شامل کئے جائیں۔

آخر میں اہم اپنے تمام کرم فرماؤں' اداروں اور افراد کا شکریہ ادا کرتے ہیں جنھوں نے دامے' درمے'

قدمے، سخنے ہمارے ساتھ تعاون کیا اور جن کے تعاون کے بغیر امام احمد رضا کانفرنس کا انعقاد، مجلّہ اور دیگر کتب کی اشاعت ممکن نہ تھا، (فجزاھم اللہ احسن الجزاء) خاص طور سے ہم درج ذیل احباب کے بہت ممنون ہیں:

محترم شیخ نثار احمد صاحب (چیئرمین پراچہ ٹیکسٹائل ملز)، محترم زبیر حبیب صاحب، محترم جاوید حبیب صاحب (چیئرمین و ڈائریکٹر یونین بسکٹ فیکٹری)، محترم حاجی حنیف جانو صاحب (سابق صدر کراچی چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹریز)، محترم حاجی امین برکاتی صاحب، محترم حاجی رفیق برکاتی صاحب، محترم جمشید اسلم صاحب، محترم جاوید مظہر دادا صاحب، محترم سید اللہ رکھا صاحب، محترم جناب محمد قمر صاحب، محترم حاجی حنیف طیب صاحب اور دیگر بہت سے احباب (جنہوں نے اپنا نام شائع کرنے سے منع فرمایا ہے۔)

ہم ان سب احباب کے صمیم قلب سے سپاس گذار ہیں ان محبین کے علاوہ اگر ادارہ کے مخلص اراکین کا ذکر نہ کیاجائے تو یہ بڑی ناشکری ہوگی، بالخصوص ادارے کے اعزازی فائنانس سیکریٹری محترم منظور حسین جیلانی صاحب جنہوں نے حیدر آباد میں رہتے ہوئے اپنی گوناگوں مصروفیات اور پھر ناسازئی طبع کے باوجود ادارے کی ضرورت کے مطابق وافر وسائل مہیا کئے۔ محترم سید ریاست رسول قادری صاحب، محترم عبداللطیف قادری صاحب، محترم کے۔ ایم۔ زاہد صاحب چیئرمین اسلام آباد شاخ، محترم حافظ محمد شفیق ایڈوکیٹ صاحب وغیرہ

ہم خاص طور سے محترم جناب سید لخت حسنین شاہ صاحب چیئرمین مسلم ہینڈز، لندن، برطانیہ کے بھی قلب کی گہرائیوں سے شکر گذار ہیں کہ انہوں نے پہلے اسلام آباد شاخ اور پھر کراچی آفس کے لئے کمپیوٹر سیٹ بمعہ اسکینر و پرنٹر عطیہ کئے۔ مرکزی دفتر کراچی کے محترم جناب ڈاکٹر اقبال احمد اخترالقادری صاحب (آفس سیکریٹری)، جناب سید خالد سراج قادری صاحب (اکاؤنٹنٹ)، جناب سید زاہد اللہ قادری صاحب (آفس اسسٹنٹ) کہ جن کی بے لوث خدمات، انتھک محنت اور شب و روز دوڑ دھوپ سے کانفرنس کا انعقاد، کتب کی اشاعت اور رقوم کی وصولی ممکن ہو سکی، کی خدمات لائق تحسین ہیں، اللہ تعالیٰ ان نوجوانوں کو دین و دنیا میں خوب نوازے (آمین)

ادارہ اپنے سرپرست اعلیٰ ماہر رضویات حضرت علامہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مدظلہ العالی کا بھی دل کی گہرائیوں سے شکریہ ادا کرتا ہے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ سے دعا ہے کہ ان تمام متذکرہ احباب کو جزائے جزئیل عطا فرمائے۔

امین بجاہ سیدالمرسلین و صلی اللہ تعالی علی خیر خلقہ سیدنا مولانا محمد و علی الہ و ازواجہ واصحابہ اجمعین و علی اولیاء کاملین و علماء ربانین و بارک وسلم

ہمیں یقین ہے کہ ہم اعلیٰ حضرت کے نقش قدم پر چلتے ہوئے منزل مقصود تک پہنچ سکیں گے۔ انشاء اللہ

ترے غلاموں کا نقش مقام ہے راہ خدا
وہ کیا بھک سکے جو یہ سراغ لے کے چلے

حکومت پاکستان - وزارت تعلیم
GOVERNMENT OF PAKISTAN
MINISTRY OF EDUCATION

Justice (Retd.) Sayed Ghous Ali Shah
Minister

امام احمد رضا کانفرنس کے لیے پیغام

امام احمد رضا بریلوی کے گرانقدر افکار و نظریات کی تبلیغ و اشاعت کے سلسلے میں ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کی کاوشیں لائق صد تحسین ہیں۔ یہ امر باعث مسرّت ہے کہ یہ ادارہ امسال بھی احمد رضا کانفرنس کا انعقاد کر رہا ہے۔

برصغیر میں اسلام کی نشاۃ ثانیہ میں جن شخصیات نے بھرپور کردار ادا کیا۔ امام احمد رضا خان محدث بریلوی بھی ان میں سے ایک اہم شخصیت ہیں۔ انہوں نے ایسے دور میں آنکھ کھولی جب مغلیہ سلطنت زوال کی انتہاؤں کو چھو چکی تھی، انگریز برصغیر پر اپنے پنجے گاڑ چکا تھا۔ لادینیت کا سیلاب بلاخیز مسلم معاشرے کو تہ وبالا کر رہا تھا۔ ایسے نازک اور پرآشوب دور میں امام احمد رضا بریلوی اسلام اور ناموس رسالت کے تحفظ و بقاء کے لیے میدان عمل میں اترے اور تقریباً ایک ہزار کتابیں تصنیف کر کے سینکڑوں تلامذہ اور خلفاء کے ذریعے اسلامی تعلیمات کی تبلیغ و اشاعت کا اہتمام کیا۔

امام احمد رضا خان کا دل عشق رسالت مآب سے معمور تھا۔ انہوں نے عربی، فارسی، اردو اور ہندی زبانوں میں نعتیہ پیرائے میں بارگاہ رسالت میں گلہائے عقیدت نچھاور کیے۔ اپنے دلکش اور موثر انداز سے نعت گوئی کو ایک تحریک بنا دیا، جس سے نعتیہ شعری مجموعوں کا ایک ایسا سلسلہ چل نکلا جو آج تک جاری ہے۔ انہوں نے "کنزالایمان" کے نام سے قرآن مجید کا اردو زبان میں ترجمہ کر کے برصغیر کے مسلمانوں کو تعلیمات الٰہی سے روشناس کرایا۔ اسلام کے تصور اجتہاد کی بنیاد پر "العطایا النبویہ" (جو بارہ جلدوں پر مشتمل فتاویٰ رضویہ کے نام سے معروف ہے) میں مستقل مسائل کے ساتھ ساتھ روزمرہ زندگی میں پیش آمدہ مسائل کے بارے میں رہنمائی فرمائی۔

ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کے اراکین مبارکباد کے مستحق ہیں کہ امام احمد رضا خان محدث کی گرانقدر کاوشوں کو عامۃ المسلمین اور ارباب علم و دانش تک پہنچانے میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔ میری دعا ہے کہ خدائے بزرگ و برتر ان کی یہ مساعی جمیلہ قبول فرمائے۔

سید غوث علی شاہ

(جسٹس (ریٹائرڈ) سیّد غوث علی شاہ)
وفاقی وزیر تعلیم

مورخہ ۶، اپریل ۱۹۹۹ء

Pakistan Secretariat, Block-D, Islamabad. Phones : 9212020, 9201392

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ایوانِ صدر
مظفرآباد

کشمیر پبلسٹی کمیٹی

۲۵ مئی ۱۹۹۹ء

پیغام

میرے لئے یہ امر انتہائی باعثِ مسرت و اطمینان بخش ہے کہ ادارہ تحقیقاتِ امام احمد رضاؒ عالمِ اسلام کے عظیم مذہبی رہنما امام احمد رضا بریلویؒ کے پیغام کو اُجاگر کرنے کیلئے حسبِ روایت ہر سال امام احمد رضا کانفرنس منعقد کرتا ہے اور علمی و تحقیقی مجلہ کے ذریعے اُن کے پیغام کو عام لوگوں تک پہنچاتا ہے۔

امام احمد رضا محدّث بریلوی کا شمار اُن عظیم شخصیات میں ہوتا ہے جنہوں نے برِصغیر میں اسلام کی نشاطِ ثانیہ میں تاریخی کردار ادا کیا۔ اُنہوں نے ایک ایسے دور میں آنکھ کھولی جب برِصغیر میں مغلیہ سلطنت زوال پذیر تھی اور مُسلم معاشرہ تباہ و برباد ہو چکا تھا۔ اِن حالات میں وہ ناموسِ رسالت کے تحفظ کیلئے میدانِ کارزار میں اُترے اور اپنی تصانیف کے ذریعے اسلامی تعلیمات کی تبلیغ و اشاعت کا اہتمام کیا۔ جو کہ ہمارے لئے مشعلِ راہ ہے۔

آج کے حالات ہم سے یہ تقاضا کرتے ہیں کہ ہم اپنی ان برگزیدہ شخصیات کی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے ملکِ عظیم پاکستان کے استحکام، ملّتِ اسلامیہ کے اتحاد اور ریاست جموں و کشمیر کی آزادی کیلئے ہر طرح کے فروعی اور گروہی اختلافات کو بھلا کر کام کریں اور اسلام دشمن قوتوں کے ناپاک عزائم کا ہمیشہ ہمیشہ کیلئے خاتمہ کیا جائے۔ (آمین)

سردار محمد ابراہیم خان
صدر آزاد حکومت جموں و کشمیر

الجامعة الإسلامية العالمية
INTERNATIONAL ISLAMIC UNIVERSITY
ISLAMABAD PAKSITAN اسلام آباد پاکستان

رئيس الجامعة
PRESIDENT

بسم الله الرحمن الرحيم

No.Presiiu/99-[17.2]-83 24 May, 1999

Syed Wajahat Rasool Qadri,
President
Idara Tehqiqat Imam Ahmad Raza
P.O.Box 489
Karachi 74400

I am pleased to know that the Idara is holding a conference on Imam Raza on the 29th of May, 1999.

He is one of the important Islamic, intellectual and spiritual figures of the Indian Sub-Continent and has influenced the lives of millions of Muslims in this area. Where he has contributed hundreds of books on the Islamic sciences, his contribution to the Hanafi School of Thought is of immense value as well and brings out his eminence in the field of jurisprudence.

I hope this conference will succeed in highlighting his thoughts and contribute in spreading the love of the Holy Prophet Muhammad (S.A.W.), which formed the very crux of his thought among the people in all its dimensions.

I wish the Conference every success.

Dr. Hassan Mahmood Al Shafie
President
International Islamic University
Islamabad.

P.O. Box. 1243, Telegram: ALJAMIA, Telex: 54068 IIU PK, Telephone: 282522 Fax: 250821
صندوق البريد: ١٢٤٣-برقيا: الجامعة - تلكس: ٥٤٠٦٨ IIU PK - هاتف: ٢٨٢٥٢٢ فيكس رقم: ٢٥٠٨٢١

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شیخ الجامعہ

کراچی یونیورسٹی، کراچی

پیغام

ہمیں یہ جان کر نہایت خوشی ہوئی کہ ادارہ تحقیقات، مولانا احمد رضا خانؒ کو خراج عقیدت پیش کرنے کے لئے ایک کانفرنس کا اہتمام کر رہا ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ اس قسم کی کانفرنسوں کے انعقاد سے عوام میں اسلامی اقدار اور اسلاف سے محبت کا جذبہ ابھارنے میں مدد ملے گی۔

مسلمانوں کے تعلیمی نظام اور تشخص کو اس وقت زبردست دھچکا لگا جب آج سے سو سال قبل انگریزوں نے ہندوؤں کے ساتھ ساز باز کر کے ھند کی معیشت پر قابض ہوئے۔اس پر آشوب دور میں اللہ رب العزت نے برصغیر کے مسلمانوں کو امام احمد رضا خانؒ جیسی باصلاحیت اور مدبرانہ قیادت سے نوازا۔ آپ کی تصانیف اور تبلیغی کاوشوں نے شکست خوردہ قوم میں ایک فکری انقلاب برپا کردیا۔ امام صاحب کی شخصیت جذبہ عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لبریز تھی۔

امام احمد رضا خانؒ عالم اسلام کے عظیم فقیہہ اور مذہبی رہنما تھے۔برصغیر میں مسلم اقدار کے تحفظ، مسلمانوں میں دینی تعلیم کے فروغ، سماجی شعور کی ترویج اور مسلمانوں کے جداگانہ سیاسی و سماجی تشخص کے تحفظ کے لئے آپ کی خدمات جلیلہ سنہری حروف سے لکھے جانے کے قابل ہیں۔ آپ نے "کنزالایمان" کے نام سے قرآن مجید کا اردو ترجمہ کر کے برصغیر کے مسلمانوں کو تعلیمات الٰہی سے روشناس کرایا۔ایک دوسری تصنیف "العطایا النبویہ" میں مستقل مسائل کے ساتھ ساتھ روزمرہ زندگی میں پیش آمدہ مسائل کے بارے میں رہنمائی فرمائی۔

میں امام احمد رضا کانفرنس کے انعقاد پر آپ کو اور ادارہ کے دیگر اراکین کو مبارک باد پیش کرتا ہوں اور اس کی کامیابی کے لئے دعا گو ہوں۔

ظفر زیدی

(ظفر۔ح۔زیدی)

HAMDARD UNIVERSITY
Madinat al-Hikmah, Sharea Madinat al-Hikmah, Muhammad Bin Qasim Avenue, Karachi-74600, Pakistan.
Phones: 6900000, 6996001-2, Fax (92-21)6611755,6996002, Telex: 29370 HAMD PK, e-mail: registrar@ hamdard-edu
Website: http: //www. hamdard. edu

امام احمد رضا محدث بریلوی ایک ایسی ہمہ جہت شخصیت کا نام ہے جس کی زندگی کے کسی ایک پہلو کا احاطہ کرنا ممکن نہیں ۔ اعلا حضرت نے جہاں فقہ اور دیگر شرعی مسائل پر سیر حاصل بحثیں کیں اور اہم تصانیف تالیف کیں وہیں ان کی بصیرت افروز نگاہ نے اپنے زمانے میں جدیدیت اور سائنس کے نام پر اسلام میں در آنے والی لغویات اور بدعتوں کو بھی بھانپا اور انہیں نہ صرف ایسے مضامین تحریر کیے جن کی اہمیت اور تازگی روز اوّل کی طرح تازہ ہے ۔ بلکہ انہوں نے میدان عمل میں بھی باطل قوتوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا ۔

امام احمد رضا خان کو اگر اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا بانی کہا جائے تو بیجا نہ ہوگا۔آپ نے ان تمام قوتوں کو منہ توڑ جواب دیا جو سائنس کے نام پر اسلامی عقائد میں ردوبدل کے خواہ تھیں ، آپ نے ایک ایسے تعلیمی نظام کی تعمیر پر زور دیا جس کی بنیاد صحیح اسلامی فکر اور عقائد پر قائم ہو اور اسی تناظر میں وہ جدید علوم کی تصویر کشی کرتا ہو ۔

بہ حیثیت قوم یہ ہمارا اوّلین فریضہ ہے کہ اس عظیم مفکر کے افکار کی روشنی میں اپنی علمی ، قومی حیات کی تعمیر کریں اور اعلا حضرت کے ایک ہزار سے زائد تصنیفات پر محیط اسلامی ، علمی ورثہ کی آنے والی نسلوں تک ترسیل کا انتظام کریں ۔

ادارہ تحقیقات احمد رضا بریلوی اس ضمن میں مثالی کردار انجام دے رہا ہے اور آج اسلام کی تاریخ کے اس عظیم مفکر کے خیالات اور ان کی عالم اسلام کے لیے عظیم خدمات کو خواص و عام تک پہنچانے کا سہرا صرف اور صرف اس ادارے کے سر جاتا ہے ۔

ڈاکٹر محمد حسین قاضی
شیخ الجامعہ ۔ ہمدرد

دكتور / حسين مجيب المصرى
الأستاذ بقسم لغات الشعوب الإسلامية من جامعة عين شمس
والعضو الخبير بالمجمع اللغوى
وعميد دراسات الأدب الإسلامى المقارن
٣ ش الملك الأفضل ـ الزمالك ـ القاهرة ـ مصر . ت منزل ٣٤٠٠٥٠٢ ت عمل ٢٨٤٨٢٨٠ داخلى ٣٧٣

رسالة تأييد إلى مؤتمر مولانا أحمد رضا خان البريلوى

١٤٢٠هـ / ١٩٩٩م

بسم الله الرحمن الرحيم والصلاة والسلام على رسول الله ومن اهتدى بهداه . يا لها من بشرى لا يجود بها الزمان إلا فى الندرة ، ومناسبة سعيدة يخفق لها بالبهجة كل من عمر قلبه بالإيمان . فالمؤمن الحق والمسلم الصدق لا بد يطرب لسماعه بعقد مؤتمركم الإسلامى العظيم الذى يعد مؤتمراً إسلامياً بكل ما تتسع له الكلمة من معنى .

إنه يجمع المسلمين على إحياء ذكرى علم من أعظم أعلام المسلمين فى الحاضر والغابر ، واجتماعهم لإحياء ذكراه إنما هو إحياء لضرورة التذكير بفضل الدين الحنيف على الخلائق أجمعين . إنه أشبه ما يكون بعيد سعيد من أعياد المسلمين يحتشد فيه أهل العلم منهم ليتعارفوا ويجددوا توادهم وتحابهم وغيرتهم على دين الله الحنيف ، وشديد حرصهم على إعلان كيانهم واستمساكهم بحبل الله المتين وفى ذلك ما فيه من تعريف بوجودهم وخلود دينهم ، والاحتفال بعلمائهم وجعلهم من ذلك دأبا وديدنا وعادة مرعية لهم فى كل عام . وهذا كله ما فى ذلك من ريب مؤيد لهم كل التأييد ورافع من منزلتهم بين العالمين .

إن مولانا أحمد رضا خان علَم من أعلام الإسلام الذين لا يجود الزمان بمثلهم إلا فى أقل القليل ليدعوا إلى الهدى ويعلموا الناس أصول دينهم ويظهروهم على حدود الدين الحنيف الذى لا يصلح للمسلمين أمرهم إلا بمعرفة نواهيه وأوامره .

إنه مجدد للإسلام ما فى ذلك من ريب ويا حبذا الدين فخرا لأمة ، فالدين سرمدى البقاء وبه بين أهله المودة والإخاء ، وليس بغير التمسك به صلاح فى الدنيا والآخرة .

يا بشراكم بما أنجذكم سدد الله خطاكم وأحسن مثوبتكم على ما أقدمتم على فعله من أجل إعلاء كلمة الحق والدين والرفع من شأن المسلمين أجمعين فى جنبات أرض الله الواسعة . إنكم تجمعونهم ليتعارفوا ويتعاونوا على البر والتقوى ويشعروا بكيانهم المرموق فى العالمين ، وليس بعد هذا من مزيد لمستزيد .

لقد كان بفضل ولدنا البار حازم محمد محفوظ أن توفر كثير من الباحثين فى مصر على دراسة مولانا أحمد رضا خان ، فعكفوا على التعرف عليه فى شتى جوانبه الدينية والعلمية والأدبية ، وعدد هؤلاء الباحثين يتزايد على مر الأيام ، وبذلك يوقظون الوعى الإسلامى ويعلموا القارىء فى مصر ما لم يك يعلم من أمر هذا الجهبذ الإمام وهم يسلكون هذا النهج على بركة الله ويؤدون للدين والعلم والمسلمين قاطبة فى عموم وشمول خدمات لا ريب فى قيمتها وأهميتها .

والله نسأل أن يوفقكم إلى ما فيه خير المسلمين أجمعين إنه مستجاب الدعاء .

القاهرة فى يوم الجمعة
٢٣ أبريل ١٩٩٩م

دكتور
حسين مجيب المصرى

دكتور
حازم محمد محفوظ
قسم اللغة الأردية وآدابها
جامعة الأزهر الشريف
مدينة نصر ـ القاهرة ـ مصر

ت ، ف منزل / ٧٥٨٣١٧١ ت عمل / ٢٦١٤٩٧٢ ، ٢٦١٥٢٣٧ ف عمل / ٢٦٣٨٠٤٣

رسالة تأييد إلى المؤتمر العلمي العالمى السنوى الكبير

مؤتمر الإمام الأكبر المجدد أحمد رضا خان البريلوى

لعام ١٤٢٠هـ / ١٩٩٩م

معالى فضيلة الإمام الشيخ / السيد وجاهت رسول القادرى أدام الله بقاءه

رئيس مركز بحوث الإمام أحمد رضا خان ـ كراتشى ـ باكستان

السلام عليكم ورحمة الله وبركاته ، وبعد ...

فإن مواظبة مركزكم الموقر على عقد مؤتمر سنوى لإحياء ذكرى الإمام الأكبر المجدد محمد أحمد رضا خان القادرى البريلوى ، رحمة الله ورضوانه عليه ـ مما يبعث السرور والفرح والبهجة فى نفوسنا جميعاً .

إن هذا المؤتمر العلمي العالمى الكبير فيه الدليل القاطع على عظمة الإمام الأكبر المجدد وسمو دعوته الإسلامية الإصلاحية وعالميتها وصلاحيتها لكل زمان ومكان على أرض المعمورة .

إن الإمام الأكبر المجدد له فى قلوبنا جميعا عظيم الحب والتقدير والعرفان بفضله وفضل رسالته السامية التى كانت سبباً فى إيقاظ أمته الإسلامية .

إن عقد هذا المؤتمر فى كل عام يسمو بمركز بحوث الإمام الأكبر المجدد ويجعله فى طليعة الهيئات العلمية والأدبية المهتمة بنشر رسالة وفكر هذا الإمام الأجلّ . ومما لا شك فيه أن للقائمين على هذا المركز الفضل الأعظم فى هذا المضمار .

نتمنى لمركز الإمام أحمد رضا خان مزيد من التقدم تحت رعاية شيخنا الموقر ، فضيلة الأستاذ الدكتور / محمد مسعود أحمد ، ورئاسة فضيلتكم . كما نرغب فى مزيد من تعميق الروابط الثقافية والعلمية .

وفقنا الله جميعاً إلى ما يحبه ويرضاه ، والحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على الرسول المصطفى وآل بيته وصحابته الأطهار ، وآخر دعوانا الحمد لله رب العالمين .

والسلام عليكم ورحمة الله وبركاته

القاهرة فى يوم الأربعاء
٥ محرم ١٤٢٠هـ / ٢١ أبريل ١٩٩٩م

حازم محفوظ

☎ : 455624, 474627
Fax : 474627(Code 0091-581)
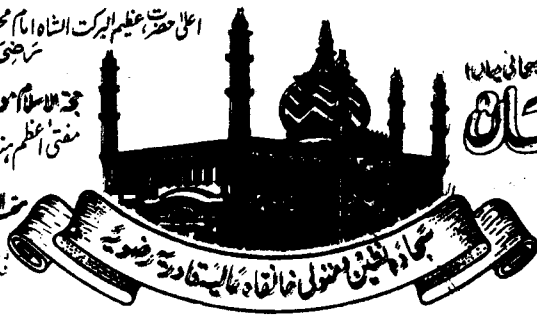
Nabeera-e-Aala-Hazrat Shahzada-e-Rehan e-Millat
Maulana Subhan Raza Khan 'Subhani Mian'
Sajjada Nasheen Khanqah-e-Alia Razvia Nooria Rehania
(Raza Nagar,) 84, Saudagran. St. Bareilly-243003 (U. P.) India

۷۸۶/۹۲

سید الکریم حضرت سید وجاہت رسول صاحب قبلہ السلام علیکم ورحمتہ وبرکاتہ

خیریت طرفین مطلوب

حضرت کا ارسال کردہ محبت نامہ تشریف لایا خیریت و حالات سے آگاہی ہوئی۔ مولیٰ تعالیٰ کانفرنس کو کامیاب و کامران فرمائے بصدقہ حبیب الکریم سیدنا اعلیٰحضرت مجدد دین و ملت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز کے فیوض و برکات سے جملہ اہل سنت کو دارین میں فیضیاب فرمائے آمین آمین یا رب العالمین بجاہ النبی الامی الکریم علیہ الصلاۃ والتسلیم
فقیر ان دنوں عازم حج و زیارت ہے دعا فرمائیں حج و زیارت مقبول و مبرور ہوں بعد بار بار حاضری نصیب ہو۔ واپسی پر عرس رضوی و نوری و ریحانی کا اتنا بڑا کام ہوتا ہے کہ اس کا اہتمام و انصرام بریلی شریف سے نکلنے کی بالکل فرصت نہیں ہو پاتی۔ وہ ایام کہ جن ایام میں کانفرنس کا انعقاد ہوگا۔ عرس مبارک کی تیاری کے عین ایام ہوں گے بایں وجہ فقیر معذرت خواہ ہے۔ امید ہے کہ آپ اپنے دیرینہ کرم کریمانہ سے معذرت قبول فرمائیں معذور رکھیں گے آئندہ کسی موقع پر یاد فرمائیں حاضری کی سعی کروں گا۔۔۔ فقط والسلام مع الاکرام جملہ احباب اہلسنت کو سلام محبت و دعائے عافیت

طالب [illegible] فقیر قادری محمد سبحان رضا خاں سبحانی غفرلہ خادم سجادہ آستانہ رضویہ بریلی شریف
الحمد

Ph: Off: 9211751
219340
Res: 9200458

PS/Min/O/1-26/98-125

MINISTER FOR AUQAF,
ZAKAT & USHR AND BAIT-UL-MAAL
PUNJAB

Dated 25-5-199

SAHIBZADA
HAJI MUHAMMAD FAZAL KARIM

پیغام

مجھے یہ جان کر انتہائی دلی مسرّت ہوئی ہے کہ " ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا رحمہ " اپنی سابقہ روایات کے مطابق امسال بھی اعلیٰحضرت امام احمد رضا خان بریلوی کی یاد میں کانفرنس کا اہتمام کر رہا ہے جس میں دنیا بھر سے جیّد علماء کرام، مشائخ عظام اور ممتاز سکالرز اُن کی علمی و فکری کاوشوں کو خراج عقیدت پیش کریں گے۔

امام احمد رضا خان بریلوی کی عظیم المرتبت شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ وہ علم و عرفان اور بنی نوع انسان کی خیر خواہی جیسی اعلیٰ صفات کے حامل تھے۔ انہوں نے اپنی تصانیف کی صورت میں مسلمانوں کیلئے رشد و ہدایت اور رہنمائی کامل کا ضخیم خزانہ چھوڑا ہے جو تاقیامت علم و حکمت اور دانائی کا سرچشمہ بنا رہے گا۔ اُن کی شخصیت عالم اسلام کیلئے تاریخ میں ایک درخشاں باب کی حیثیت رکھتی ہے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے امام احمد رضا خان کو بے پایاں ذہانت، روحانی فیوض و برکات اور اعلیٰ درجے کی صلاحیتوں سے نوازا تھا۔ علم قرآن و حدیث، فقہ و تفسیر، فلسفہ، سیاست، فن خطابت و صحافت، فنِ مناظرہ، نعت گوئی اور سب سے بڑھکر عشق رسول ﷺ کے وصف سے نوازا تھا۔ اُن کی آفاقی تعلیمات سے مسلمانوں کے قلب و ذہن کو سکون و اطمینان اور راحت و چین نصیب ہوتا ہے اور دینوی و اُخروی سرفرازی حاصل ہوتی ہے۔

ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا یقیناً قابلِ ستائش ہے جس نے ہر سال اعلیٰ حضرت کو زبردست خراج تحسین پیش کرنے کا بیڑا اٹھا رکھا ہے۔ مجھے یقین کامل ہے کہ امسال بھی دنیا بھر کے مذہبی سکالرز امام احمد رضا خان کی تعلیمات کی روشنی میں ملک و ملت کی سلامتی، استحکام، سالمیت اور ترقی و خوشحالی کیلئے فرقہواریت کے نام پر تشدد کے خاتمہ اور مذہبی ہمآہنگی کے فروغ کیلئے مؤثر کردار ادا کرینگے اور امام احمد رضا خان جیسی برگزیدہ ہستی کی تعلیمات کو مشعلِ راہ بناکر تشنگان علم کی پیاس بجھائیں گے۔

میں امام احمد رضا خان کانفرنس کے انعقاد پر ادارہ کے تمام رفقاء کو دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں اور سب کی مخلصانہ کاوشوں کی کامیابی کیلئے دعاگو ہوں۔

23/5/98

(صاحبزادہ حاجی محمد فضل کریم)
صوبائی وزیر اوقاف۔ پنجاب

ماہنامہ تہذیب کراچی علیگڑھ مسلم یونیورسٹی اولڈ بوائز ایسوسی ایشن

تاریخ اجراء، جون ۱۹۸۳ء کا علمی، ادبی اور ثقافتی مجلہ

فون : ۵۱۰۰۰۴

ہر اچھے اور سچے مسلمان کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ دینِ اسلام کا بول بالا ہو اس کے ماننے والے دنیا میں عزت و احترام کی زندگی بسر کریں اور آخرت میں مغفرت ان کا مقدر ہو یہ خواہشات اسی وقت تکمیل کو پہنچ سکتی ہیں جب اسلام کے سنہری اصولوں کو حرزِ زندگی بنالیا جائے علم کے پھولوں کی بھینی بھینی خوشبو سے دل و دماغ کو معطر کیا جائے، غور و فکر کی روشنی پر چل کر اصل اور سچی حقیقتوں کا کھوج لگایا جائے اور ہر انہیں عام کیا جائے۔

امام احمد رضا خان فاضل بریلوی نے اپنی تمام زندگی اسی انداز سے گزاری انہوں نے عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی حیات کا محور و مرکز بنا کر نہ صرف اسلامی تعلیمات کی ترویج و اشاعت کا اہتمام کیا بلکہ پیچیدہ سے پیچیدہ مسائل کو بھی آسان سے آسان تر بنا کر خلقِ خدا کے سامنے پیش کیا

بلاشبہ ان کی ہستی یگانہ' روزگار تھی انہوں نے اسلام کی نشاۃ الثانیہ کے لئے جس تندہی لگن اور محنت سے کام کیا اس کو فراموش نہیں کیا جا سکتا ان کی بے شمار علمی کاوشیں نہ صرف ان کی بلندیٔ فکر کی گواہ ہیں بلکہ جہل کے اندھیروں میں شمعِ فروزاں کی مانند ہیں جن سے ہر زمانے میں اکتسابِ فیض کا سلسلہ جاری رہے گا

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا اور اس کے اراکین لائقِ مبارکباد ہیں جو اس پرآشوب دور میں یہ حسن و خوبی فاضل بریلوی کے پیغام کو دور دور تک پھیلانے کی کوششوں میں مصروف ہیں۔ اللہ انہیں اس نیک مشن میں کامیابی سے ہمکنار کرے۔ آمین

دعاؤں کا طلبگار

محمد ذاکر علی خاں

۲۳ مئی ۱۹۹۹ء

Islamic
Printer - Publisher - Bookseller
Al-Mukhtar Publications
25-Japan Mansion, Raza Chowk (Regal) Saddar,
Karachi-74400. P.O. Box 489
Telegrams: "ALMUKHTAR"
Phone: 7771219-7725150

تحریکِ پاکستان کے اولین فکری معمار

وسیم سجاد
(چیئرمین سینیٹ آف پاکستان)

یہ میری خوش نصیبی ہے کہ آج میں عالم اسلام کے ایک بطل جلیل اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں علیہ الرحمتہ کو ان کے ۷۸ ویں یوم وصال کے موقع پر خراج تحسین پیش کر رہا ہوں اور یہ میرے لئے ایک بڑا اعزاز ہے' امام صاحب کی شخصیت کے متعلق جو کچھ میرا مطالعہ رہا ہے اس سے میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ وہ بلا شبہ علم کا ایک کوہ گراں تھے اور جیسے جیسے زمانہ گزرتا جائے گا ان کے علمی قدو قامت اور ان کی وجیہ شخصیت کا حسن دو بالا ہوتا جائے گا۔

امام احمد رضا خاں کے علوم و فنون کے حوالے سے لب کشائی کرنا میرا مدعا ہے نہ منصب' کیوں کہ اس کے لئے کثیر المطالعہ ہونا ضروری ہے اس پر تو اہل علم و فن اور محقق حضرات بہتر روشنی ڈال سکیں گے لیکن میں ان کی ہمہ جہت شخصیت کے روشن پہلوؤں سے چند پر ضرور گفتگو کرنے کی جراءت کروں گا۔ قبل اس کے کہ میں اپنی بات کو آگے بڑھاؤں امام اجل اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں کی وسیع المطالعہ اور تبحر علمی کی ایک جھلک آپ کو دکھاؤں جس سے آپ کو اندازہ ہوسکے گا کہ امام احمد رضا کے علمی مقام و منصب پر کچھ کہنا کتنا مشکل کام ہے۔

امام صاحب سے ایک مرتبہ کسی نے سوال کیا کہ حضرت آپ کے مطالعہ میں حدیث شریف کی کتنی کتب رہتی ہیں۔ آپ نے بلا تکلف پچاس کتب کے نام گنا دیئے اور پھر بڑی انکساری سے فرمایا کہ اس وقت فقیر کو اتنے ہی نام یاد آرہے ہیں۔ کسی محقق اور عالم کا اپنی لائبریری میں بیٹھ کر جہاں ہر موضوع پر اہم کتب اور حوالہ جاتی تصانیف موجود ہوں' کسی موضوع پر کچھ تحریر کرنا نسبتاً" زیادہ آسان ہے بہ نسبت اس کے کہ وہ حالت سفر میں یا دیار غیر میں تمام ماخذ علمی سے دور ہو' لیکن اس کے باوجود اگر کوئی عالم اس حالت میں بھی تمام مراجع و ماخذ کے حوالہ جات کے ساتھ اپنا کوئی تحقیقی شاہکار پیش کرتا ہے تو یہ اس کی ذہانت اور وسعت علمی کا کمال ہوگا۔ ایک مرتبہ اعلیٰ حضرت اپنی آواخر عمر میں جبکہ آپ سخت بیمار اور نحیف کمزور تھے اپنے شہر سے دور ایک پرفضا مقام میں مقیم ہوئے تاکہ سرد موسم کی وجہ سے وہ آسانی سے ماہ رمضان کے روزے رکھ سکیں۔ کسی صاحب کو پتہ چلا تو انہوں نے ایک اہم مسئلہ کی تحقیق کے لئے آپ کو خط تحریر کیا امام احمد رضا نے کئی

صفحات پر مشتمل اس کا کافی و شافی جواب عطا فرمایا اور مزید لکھا کہ "فقیر حالت سفر میں ایک گاؤں میں مقیم ہے جہاں میرے پاس کوئی کتاب نہیں ہے اور میں سخت بیمار بھی ہوں۔ آپ کو چاہئے تھا کہ بریلی میری واپسی کا انتظار فرماتے بہرحال مجھے اس موضوع کی تحقیق پر ۳۴ کتب کے حوالہ جات یاد تھے جو میں نے اس تحقیق میں نقل کر دیئے ہیں۔"

صرف ان دو واقعات سے آپ امام احمد رضا کی وسعت علمی اور ذہانت و فطانت کا اندازہ لگا سکتے ہیں اور آپ سوچ سکتے ہیں کہ ان کے علمی شہ پاروں پر کچھ لکھنا یا کہنا کتنا مشکل کام ہے۔

زمانہ طالب علمی سے علامہ اقبال کا کلام میرے مطالعہ میں رہا ہے۔ ان کا یہ شعر مجھے بہت پسند تھا۔

قوت عشق سے ہر پست کو بالا کردے
دھر میں اسم محمد سے اجالا کردے
(صلی اللہ علیہ وسلم)

لیکن اس کے معانی کا انشراح مجھے اس وقت ہوا جب مجھے امام احمد رضا علیہ الرحمتہ کی شخصیت و کردار کا قریب سے مطالعہ کرنے کا موقع ملا۔ عشق رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم میں جو سرشاری و شیفتگی امام احمد رضا علیہ الرحمتہ کے کردار اور تحریروں میں نظر آتی ہے اس کی مثال ان کے ہم عصر علماء میں کم نظر آتی ہے۔ سچ پوچھئے تو یہی وصف ان کی زندگی کا عنوان اور سارے زمانے میں ان کی پہنچان بن گیا۔ ان کی تحریر کی ہر سطر اور ہمہ جہت شخصیت کے ہر رخ سے محبت رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی کرنیں پھوٹتی نظر آتی ہے۔ مثال کے طور پر امام احمد رضا اپنی ہر تصنیف کے مقدمے میں عربی خطبہ تحریر فرماتے جس میں جہاں اجمالی طور سے ان کی تصنیف کے موضوع پر روشنی پڑتی ہے وہیں وہ پورا خطبہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت بن جاتا ہے۔ فتاویٰ رضویہ کا عربی خطبہ اس ضمن میں ان کی تحریر کا سب سے بڑا شاہکار ہے۔ جس میں امام احمد رضا نے عربی فصاحت و بلاغت کا وہ کمال دکھایا ہے کہ جس کی مثال شاید ہی کسی اور کی تحریر میں ملے۔ ان کا کمال یہ ہے کہ انہوں نے بارہ سو سالہ اسلامی فقہ کی تاریخ میں شائع شدہ تمام معروف کتب فقہ کے نام اور آئمہ و مجتہدین کے اسمائے گرامی ایسی صناعی سے استعمال کئے ہیں کہ ہر نام سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک وصف بن جاتا ہے اس طرح پورا خطبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک منثور نعت بن جاتا ہے۔

یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ امام احمد رضا نے اسی "قوت عشق" سے کام لے کر اپنے دور کی تمام طاغوتی قوتوں سے جہاد کیا اور مسلمانوں میں ایک نئی روح پھونکی۔ انہوں نے مسلمانوں کی اجتماعی فلاح کے لئے جو آئین بنایا اس کی بنیاد سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے غیرمشروط وفاداری پر رکھی۔ وہ دانا و بینا تھے جس طرح اپنے نور بصیرت سے وہ حال میں دیکھتے تھے اسی طرح ماضی و مستقبل میں بھی دیکھتے تھے' وہ جانتے تھے کہ "عشق مصطفےٰ" ہی اصل ایمان اور جوہر روح ہے انہیں اچھی طرح علم تھا کہ فرنگی' صیہونی اور ہندو طاغوت مسلمانوں کے ذہن و فکر سے "روح محمد" صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نکالنے کے درپے ہیں تاکہ مسلمان دنیا کے ہر خطہ میں ایک بے گور و کفن لاش کی طرح ذلت و رسوائی کے گڑھے میں پڑے سڑتے رہیں اور

ان کا کوئی پرسان حال نہ ہو۔

اقبال اسی سازش کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہتے ہیں:

وہ فاقہ کش جو موت سے ڈرتا نہیں ذرا
روح محمد اس کے بدن سے نکال دو
(صلی اللہ علیہ وسلم)

امام احمد رضا نے مسلمانان عالم کو متنبہ کرتے ہوئے اس سازش کا علاج یہ تجویز کیا کہ اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دامن کرم کو مضبوطی سے تھام لو۔ تمہارا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکے گا اور تم ہی زمانے میں سرخرو اور سرفراز رہو گے، ورنہ ٹھوکریں کھاتے پھرو گے، چنانچہ اپنے ایک مصرعہ میں فرماتے ہیں کہ

ع ٹھوکریں کھاتے پھرو گے ان کے در پر پڑ رہو

امام صاحب کے کردار کا ایک روشن پہلو یہ ہے کہ انہوں نے تمام زندگی کبھی بھی کسی رئیس زادے، نواب زادے یا انگریز صاحب بہادر کے در پر جبیں سائی نہیں کی جبکہ ان کے زمانے کے بڑے بڑے صاحب جبہ و دستار اور عظیم اسلامی درسگاہوں کے مہتمم حضرات نے چند پیسوں کی گرانٹ کی خاطر انگریز حکمرانوں کی شان میں قصیدے پڑھے اور ان کے سایہ کو قدرت کا سایہ قرار دیا۔

والی رامپور نواب کلب علی خاں بڑے علم دوست انسان تھے، وہ امام احمد رضا کو بڑی قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ انہوں نے کئی بار اپنے احباب علماء کے ذریعہ اعلیٰ حضرت کو پیغام بھیجا کہ نواب صاحب ان سے ملاقات کے متمنی ہیں لیکن امام احمد رضا نے یہ کہہ کر بات ٹال دی کہ فقیر ایک بوریہ نشین خادم دین ہے اس کو دین کی خدمت سے فرصت نہیں۔ والیان ریاست کے دربار سے اس کا کیا واسطہ؟

اسی طرح نواب صاحب نان پارہ کے ایک دوست نے امام احمد رضا سے درخواست کی کہ نواب صاحب کی خواہش ہے کہ آپ ان کی شان میں ایک قصیدہ لکھ دیں تو نواب صاحب آپ کے لئے سالانہ عطیہ کی ایک کثیر رقم مقرر فرما دیں گے جو آپ کے ذاتی اخراجات اور دارالعلوم کے مصارف کے لئے کافی ہوگی۔ امام صاحب نے اس کے جواب میں اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں ایک مرصع قصیدہ لکھا اور ان کو پیش کر دیا کہ بحمدللہ فقیر کی زبان سے مدحت سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ کچھ نہیں نکلتا۔ اس نعت کا مطلع اور حسن مطلع ملاحظہ کیجئے او سر دھنئے، فرماتے ہیں

وہ کمال حسن حضور ہے کہ گمان نقص جہاں نہیں
یہی پھول خار سے دور ہے، یہی شمع ہے کہ دھواں نہیں

مقطع میں بڑی خوبصورتی کے ساتھ نواب صاحب نان پارہ کی خدمت میں اپنا مسلک یوں بیان کرتے ہیں

کروں مدح اہل دول رضا پڑے اس بلا میں مری بلا
میں گدا ہوں اپنے کریم کا میرا دین پارہ ناں نہیں

نان پارہ کے لفظ کو "پارہ نان" میں تبدیل کر کے اس شعر کو جو معنوی حسن عطا کیا ہے اس کا اندازہ کچھ اہل سخن ہی لگا سکتے ہیں۔

غرضیکہ سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عمل اور ابلاغ نافع آپ کا مقصد حیات تھا۔ آپ کی ہمہ گیر شخصیت کا جب ہم بغور مطالعہ کرتے ہیں تو آپ کی تین اہم خصوصیات کا پتہ چلتا ہے:

(۱) عشق رسول میں سرشاری

(۲) **تمسک بالدین**

(۳) رد بدعات و منکرات

امام احمد رضا بلاشبہ ہماری متاع ایمان کے امین ہیں۔ انہوں نے انیسویں صدی عیسوی میں اس وقت نعرہ مستانہ بلند کیا جب متاع عشق و عرفان لٹ رہی تھی اور کاروان مسلم سے احساس زیاں چھینا جا رہا تھا۔ نغمات رضا نے مسلمانوں کو خواب غفلت سے جگایا' ان کے دماغ کو بیدار اور دل کو زندہ رکھا اور ساتھ ہی ساتھ "چراغ محبت رسول" صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لو کو تیز سے تیز تر کیا' بجھنے نہ دیا' انہوں نے مملکت خداداد پاکستان کے حصول کے لئے دو قومی نظریئے کی بنیاد رکھی اور اس کی تحریک کو مہمیز دی' ان کے بعد ان کے متوسلین علماء اور اعلیٰ حضرت کے کروڑوں چاہنے والوں نے پاکستان کے حصول کو ہر سطح پر ممکن بنایا۔ ان کی تعلیمات نے برصغیر کے مسلمانوں کے دینی' ملی اور ذہنی شعور کو اس انداز میں جلا بخشی کہ مسلمانوں کے دلوں میں انگریز سے نفرت کی ایک آگ بھڑک اٹھی جو آزادی وطن کے لئے ایک مشعل راہ کی حیثیت اختیار کرگئی' یوں انہیں بجاطور پر تحریک پاکستان کے اولین فکری معمار کا درجہ حاصل ہے۔ ایسے محسن قوم و ملت کے نظریات و افکار کے ابلاغ کے لئے ہر سطح پر کام ہونا چاہئے۔

ان کے علمی اور ملی کارنامے ہماری تاریخ کا قیمتی اثاثہ ہیں اور آئندہ نسلوں تک ان کا ابلاغ ہمارا قومی فریضہ ہے۔ ایسی نابغہ عصر اور محسن قوم ہستیاں روز روز نہیں پیدا ہوتیں۔ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کے اراکین قابل مبارکباد ہیں کہ وہ گزشتہ ۱۸ سال سے امام احمد رضا علیہ الرحمتہ کے کارناموں اور ان کے مشن کے ابلاغ کے لئے کوشاں ہیں' اداہ امام صاحب کے حوالے سے تحقیق و تدقیق اور تصنیف و تالیف کا جو کام ملکی اور بین الاقوامی سطح پر انجام دے رہا ہے وہ قابل ستائش ہے۔

(نوٹ : محترم وسیم سجاد صاحب کو "امام احمد رضا کانفرنس ۱۹۹۸ء' اسلام آباد میں بحیثیت صدر محفل شریک ہونا تھا مگر وہ بعض ایمرجنسی ذمہ داریوں کے سبب تشریف نہ لا سکے۔ مگر ادارہ تحقیقات امام احمد رضا اسلام آباد شاخ کے چیئرمین کے ایم زاہد صاحب کو اپنی تقریر اشاعت کے لئے عنایت فرمائی جس پر ہم ان کے مشکور ہیں.... ادارہ)

With Best Compliments
from
SKYLINE PRINTING PRESS
ON THE OCCASION OF
IMAM AHMED RAZA
CONFERENCE
High Class
Computer Stationery Manufacturer
Offset and Letter Press Printers & Publishers
Specialist in:
* MICR Cheque Printing
* Share Certificates
* Single and Multiple Parts in Computer Paper
* Multiple Colours of General Items
Hassanali Effendi Road, Paper Market,
Karachi.
PABX: 2626373-77 (5 Lines)
Fax: 216388

امام مکرم، امام احمد رضا

چوہدری محمد جعفر اقبال
(ڈپٹی اسپیکر قومی اسمبلی پاکستان)

یہ میری خوش قسمتی ہے کہ آج میں دنیائے اسلام کے ایک نامور عالم دین، محقق اور مفکر کے یوم وصال کے موقع پر انہیں خراج تحسین پیش کرنے کے لئے اس بابرکت محفل میں موجود ہوں یقیناً وہ لوگ شکریئے کے مستحق ہیں جنہوں نے مجھے اس مبارک محفل میں شرکت کی دعوت دی۔ میں ادارہ تحقیقات امام احمد رضا پاکستان کا دل کی گہرائیوں سے ممنون ہوں۔

حضرت امام احمد رضا خاں رحمتہ اللہ علیہ کے علوم کے حوالے سے لب کشائی کرنا میرا مقصد ہے نہ منصب، اس پر تو اہل علم حضرات ہی زیادہ بہتر انداز میں روشنی ڈال سکتے ہیں میں تو صرف اتنا جانتا ہوں کہ حضرت امام احمد رضا خاں رحمتہ اللہ علیہ کا مقصد صوفیاء کرام کا طریقہ زندگی اپنانا تھا۔ وہ خود بھی ایک ایسے جلیل القدر صوفی تھے جن کی زندگی کے دن علم و عمل کے ساتھ ساتھ انسانوں کی تربیت میں گذرے۔

تزکیہ نفس اور انسانوں کی تربیت کا کام حضور اکرم نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اولیاء کرام نے ہی سرانجام دیا۔ برصغیر پاک و ہند کی تاریخ ایسے اولیاء کرام کے مبارک ناموں سے بھری ہوئی ہے جن میں امام احمد رضا رحمتہ اللہ علیہ کا اسم مبارک شامل ہے۔

امت مسلمہ کے زوال کے اسباب میں ایک اہم سبب یہ ہے کہ ہم نے "کتاب" اور "الکتاب" سے منہ موڑ لیا ہے۔ علم مسلمانوں کی میراث تھا۔ غلامی نے ہمیں ہماری وراثت سے محروم کر دیا۔ مسلمان کے صرف اور صرف دو مشاغل ہیں یا تو وہ طالب علم ہے یا پھر استاد۔ امام احمد رضا علیہ الرحمتہ استاد بھی تھے اور طالب علم بھی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کے مطابق کہ علم ماں کی گود سے لے کر لحد کی آغوش تک حاصل کرو، امام مکرم نے پوری زندگی علم کی دولت عام کرنے میں بسر کر ڈالی۔ امام احمد رضا رحمتہ اللہ علیہ کی زندگی ہمیں جو درس دیتی ہے اس میں سب سے اول یہ ہے کہ ہم "کتاب" اور پھر "صاحب کتاب" (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف رجوع کریں۔

اسلام کی اجتماعی حیثیت کو مختلف درجوں میں تقسیم نہیں کیا جاسکتا لیکن ہمارے معاشرے میں اسلام کے سماجی اور معاشی پہلوؤں کو یکسر اہمیت نہیں دی گئی، سماجی اور

معاشی انصاف کے تقاضوں سے منہ موڑنے کی پاداش میں سماجی برائیوں نے جنم لیا' دہشت گردی اور ظلم بڑھا۔ امام احمد رضا رحمتہ اللہ علیہ نے اسلام کی اجتماعی حیثیت کے ساتھ ساتھ ان سماجی بیماریوں کا علاج بھی ایک اچھے اسلامی طبیب کی طرح تجویز کیا' وہ مسلمانوں کو زندگی کے ہر شعبے میں قرآن و سنت کا پابند کرنا چاہتے تھے۔ فاضل بریلوی نے خود بھی ساری زندگی شریعت کے ابلاغ اور اتباع سنت میں گذاری' ان کا عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا جذبہ سارے عالم میں مشہور و معروف ہے' وہ اپنے زمانے کے ایک بہت بڑے عاشق صادق تھے۔ ان کی تعلیمات کا نچوڑ عشق رسالت ماب ہے اور یہی ایک مرد مومن کی میراث ہونی چاہئے۔ آج امام مکرم امام احمد رضا کی روح ہم سے سوال کرتی ہے کہ میں نے تو ایک خوشگوار اور پیار بھرا معاشرہ چھوڑا تھا یہ تم نے کیا کر دیا؟ میرا اندازہ ہے کہ آج اگر ہم صرف امام احمد رضا ہی کی تعلیمات پر عمل پیرا ہو جائیں تو پورے ملک میں خوشحالی کی فضاء قائم ہو جائے۔ ملک امن و سکون اور اسلامی اخوت و محبت کا مرکز و مظہر بن سکتا ہے' اس امام مکرم کی تعلیمات کو عام کرنے میں ادارہ تحقیقات امام احمد رضا جس احسن طریقے سے خدمات انجام دے رہا ہے اس پر میں خراج تحسین پیش کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ ہم سب کو امام مکرم کی تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین (شکریہ)

(ادارہ کے زیر اہتمام اسلام آباد میں ہونے والی "امام احمد رضا کانفرنس ۱۹۹۸ء" سے خطاب)

مولانا ابوالحسن علی ندوی

(ناظم ندوۃ العلماء، لکھنو)

وہ حرمت سجدۂ تعظیمی کے قائل تھے۔ اس موضوع پر انہوں نے ایک کتاب بنام الزبدۃ الزکیہ لتحریم سجود التحیہ تصنیف کی۔ یہ کتاب اپنی جامعیت کے ساتھ ان کے وفورِ علم اور قوتِ استدلال پر دال ہے۔

وہ نہایت کثیر المطالعہ، وسیع المعلومات اور متبحر عالم تھے، رواں رواں قلم کے مالک اور تصنیف و تالیف میں جامع فکر کے حامل تھے . . . . . فقہ حنفی اور اس کی جزئیات پر معلومات کی حیثیت سے اس زمانے میں ان کی نظیر نہیں ملتی۔ ان کے فتاویٰ اور کفل الفقیہ الفاھم فی احکام قرطاس الدراھم اس پر شاہد عادل ہیں - - - علوم ریاضی، ہیأت، نجوم، توقیت، رمل، جفر میں انہیں مہارت تامہ حاصل تھی، وہ اکثر علوم کے حامل تھے۔

ابوالحسن علی ندوی: نزہۃ الخواطر، ج ۸، مطبوعہ حیدرآباد دکن، ۱۹۷۰ء

Digitally Organized by
ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا
www.imamahmadraza.net

مولانا شاہ احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ

میاں شاہد حامد
(گورنر صوبہ پنجاب)

دنیائے اسلام کی تاریخ میں ایسی بہت سی نامور شخصیات ابھریں جنہوں نے اپنی علمی' ادبی اور دینی بصیرت سے ساری دنیا کو حیرت زدہ کئے رکھا' ان کے کارناموں سے آج کے جدید دور میں بھی راہنمائی حاصل کی جا رہی ہے' ابن سینا' عمر خیام' امام رازی' امام غزالی' البیرونی اور فارابی ابن رشد وغیرہ نے اپنی علمی و ادبی اور تخلیقی صلاحیتوں کو پوری دنیا میں تسلیم کروایا۔ ان ہی نامور شخصیات میں ایک نام مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کا بھی ہے۔

آپ چودھویں صدی ہجری کے بلند پایہ فقیہہ' عالم باعمل' سائنسداں' نعت گو' صاحب شریعت اور صاحب طریقت بزرگ تھے۔ ان کے علمی مقام کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ وہ تقریباً ۵۴ علوم و فنون پر مکمل دسترس رکھتے تھے اور ان علوم میں سے ہر ایک فن میں آپ نے کوئی نہ کوئی تصنیف یادگار چھوڑی ہے۔

آپ کی تصانیف کی تعداد ایک ہزار سے بھی زائد بیان کی جاتی ہے۔ آپ نے اپنی علمی و دینی صلاحیتوں سے مسلمانوں میں جو ذہنی انقلاب پیدا کیا اس کی شہادت ہماری پوری صدی دے رہی ہے۔

اس بات میں بھی کوئی شک نہیں کہ امام احمد رضا خاں بریلوی رحمتہ اللہ علیہ اپنی ہمہ گیر شخصیت اور انفرادی خصوصیات کی وجہ سے تمام علمی و ادبی حلقوں میں بے حد عقیدت اور احترام کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں۔ آپ نے اپنی سینکڑوں تصانیف اور بلند پایہ مضامین سے پوری دنیا کو متاثر کیا۔ آپ کی ذات ایک روشن چراغ کی مانند تھی جس کی روشنی برصغیر کے گوشے گوشے میں پھیلی۔ امام احمد رضا خاں اپنے دور ہی کی نہیں بلکہ اس دور کی بھی عظیم شخصیت ہیں۔ آپ کی شخصیت کے مختلف پہلوؤں کے بارے میں بہت کچھ لکھا اور کہا گیا لیکن میں سمجھتا ہوں کہ آپ کی علمی تخلیقات سے استفادہ کرنے کے لئے بذات خود تخلیقی ذہن درکار ہے کیونکہ آپ کی تحریر کے مطالعہ سے بے شمار عنوانات کے در وا ہوتے چلے جاتے ہیں۔

آپ کی علمی و دینی خدمات کا اگر بغور جائزہ لیا جائے تو آپ کی شخصیت کے کئی رنگ اپنے اندر دل و نگاہ کی جاذبیت کا سامان لئے ہوئے ہیں۔ تفسیر' ترجمہ' حدیث' فقہ' کلام' بیان' معانی' فلسفہ' ریاضی' منطق' مناظرہ' عقیدہ' یہ ایسے شعبہ ہائے علم و ادب ہیں جو انسان سے پوری زندگی صرف کرنے کا مطالبہ کرتے ہیں لیکن مولانا احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کے پاس ان روایتی اور قدیمی علوم کے ساتھ ساتھ عقلی اور جدید علوم کا بھی بیش بہا خزانہ اور ذخیرہ نظر آتا ہے جو ان کی ہزار سے زائد تصانیف میں محفوظ ہے۔ ہمیں ان تصانیف سے بھرپور استفادہ کرنا چاہئے۔

(بشکریہ 'کنزالایمان سوسائٹی' لاہور)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا

میاں انوار الحق رامے
(وفاقی پارلیمانی سیکریٹری وزارت اطلاعات ونشریات)

یہ میرے لئے بڑی سعادت کی بات ہے کہ آج میں امام احمد رضا کانفرنس میں شریک ہوں۔ یہ اس عظیم ہستی کی یاد میں منعقد ہو رہی ہے کہ جس کا برصغیر پاک و ہند کے مسلمانوں پر بڑا احسان ہے بلکہ سچ تو یہ ہے کہ عرب و عجم اور تمام عالم اسلام جس کی "عشق رسول" سے مجلّا فکر اور علم لدنی کے فیضان سے مستفیض ہوا اور ہو رہا ہے وہ بلاشبہ اپنی علمی عظمت و وقار، اپنی تخلیقات اور کثیر تصانیف کے اعتبار سے امام غزالی، امام رازی، علامہ سیوطی اور امام فارابی جیسے ماضی کے عظیم مشاہیر کی صف میں کھڑے نظر آتے ہیں۔ ان کی ہمہ جہت شخصیت کا کمال یہ ہے کہ وہ علم و حکمت، ذہانت و فراست، شریعت و طریقت ہر اعتبار سے کامل نظر آتی ہے۔ ان کے علم و عمل میں کوئی تضاد نظر نہیں آتا۔ ایسی افضل و اشرف اور بلند قامت شخصیت کے متعلق زبان کھولنا مجھ جیسی بے مایہ ہستی کے لئے سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے، لیکن حصول برکت کے لئے ان کی شخصیت کے چند پہلوؤں پر ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں اپنے تاثرات پیش کرنے کی کوشش ضرور کروں گا تاکہ قیامت کے دن جب یہ عاشق صادق اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور "مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام" لحن داؤدی سے پیش کر رہا ہو تو آج امام احمد رضا کی بارگاہ میں حاضری کے طفیل اس کمترین کو بھی روز محشر شافع محشر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور، امام صاحب کے ساتھ درود و سلام پڑھنے کا شرف حاصل ہو سکے۔

امام صاحب علیہ الرحمہ کے علم و فضل کا اعتراف ان کے دور سے لیکر آج تک ہر صاحب علم شخصیت کرتی چلی آئی ہے۔ ان میں اپنے بھی ہیں اور ان سے مسلکی اور فقہی اختلاف رکھنے والے بھی ہیں۔ علمائے حرمین شریفین اور دیگر بلاد اسلامیہ کے وقت کے جید فضلاء نے انہیں، وحید عصر، امام وقت، مجدد ملت اور یکتائے زمانہ جیسے خطابات سے نوازا ہے اور ان کے فتاویٰ کو بطور سند تسلیم کیا ہے۔ مولوی ابوالحسن ندوی، مہتمم ندوۃ العلماء لکھنؤ کے والد ماجد مولوی عبدالحق لکھنوی صاحب "نزھتہ الخواطر" میں فرماتے ہیں کہ "فقہ حنفی کی جزئیات پر جو دسترس ان کو حاصل تھی اس کی مثال ان کے زمانے میں نہیں ملتی۔"

ان کے سوانح نگاروں کے مطابق ان کی چھوٹی بڑی تصنیف و تالیف کی تعداد ایک ہزار کے لگ بھگ ہے اور

وں نے ہر اہم قدیم و جدید، علم و فن پر کوئی نہ کوئی ار چھوڑی ہے۔ جس میں سے ابھی نصف زیور طباعت آراستہ ہو سکی ہیں لیکن اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ان مجموعہ فتاویٰ جو ۱۲ ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے ان کا شاہکار ، جس میں تمام علوم و فنون پر ان کی دستگاہ کی جھلک نظر ہے اور اس کے بعد ان کا اردو ترجمہ قرآن ” زالایمان“۔ اس کی خصوصیت یہ ہے کہ یہ آسان زمرہ زبان میں ہے اور اس کی امتیازی شان یہ ہے کہ تبارک و تعالیٰ اور اس کے رسول مکرم صلی اللہ علیہ ہ وسلم کے معاملے میں عشق و محبت کے بولوں کو ترجیح گئی ہے۔

امام احمد رضا علیہ الرحمہ جہاں ایک بلند پایہ فقیہہ، ث، ریاضی داں، ہیئت داں اور مصنف تھے وہیں وہ ایک درالکلام شاعر اور استاد شعر و ادب بھی تھے۔ ان کے یہ اشعار سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عشق کا دان اور آپ کے دربار عالی میں حاضری کا سامان بہم پاتے ہیں۔ خود فرماتے ہیں

جان و دل ہوش و خرد سب تو مدینے پہنچے
تم نہیں چلتے رضا سارا تو سامان گیا

ر یہ محض شاعرانہ تعلی نہیں ہے بلکہ حقیقت ہے کہ آپ کے نعتیہ اشعار کو جذبہ صادق کے ساتھ ورد رکھنے یا سننے لا بارگاہ رسالتماب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں باریابی ے مشرف ہوتا ہے۔

وہ عشق کے اس درجہ کمال پر فائز تھے جہاں محبوب ے جمال و جلوہ کے علاوہ کوئی شے نظر نہیں آتی ہے۔ وہ ید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منسوب ہر شے سے محبت کرتے تھے یہی وجہ ہے کہ وہ ادنیٰ احتمال کے درجہ میں بھی محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس اور صفات و کمالات میں کوئی کمی برداشت کرنے کو تیار نہیں تھے۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ اپنے تفقہ فی الدین، تقویٰ، اخلاق و کردار اور شریعت و طریقت کی اعلیٰ اقدار کے حامل ہونے کی بناء پر اپنے زمانے میں مرجع خلائق تھے۔ ان کی شہرت ان کے زمانے ہی میں برطانوی ہند کو جغرافیائی حدود سے نکل کر سری لنکا، برما، افغانستان، حرمین شریفین، ترکی، بلاد مغرب، افریقہ، یورپ اور امریکہ تک پہنچ چکی تھی یہی وجہ تھی کہ اکناف عالم سے ان کے پاس بیک وقت ایک ایک دن میں پانچ پانچ سو سوالات آیا کرتے تھے اور ان سے استفادہ کرنے والوں میں زندگی کے ہر طبقہ کا ہر فرد مثلاً“ جلیل القدر علماء و مشائخ سے لیکر کالج اور یونیورسٹیوں کے اساتذہ کرام اور سیاست داں سے لے کر ایک عام آدمی تک سب شامل ہوتے تھے۔ لیکن امام احمد رضا کی شان اجتہادی کا کمال یہ تھا کہ وہ اس کے سوال کے انداز سے بھانپ لیتے تھے کہ اس کی ذہنی صلاحیت اور علمی استعداد کیا ہے۔ پھر اسی اعتبار سے اس کو اس موضوع پر اس دلائل براہین سے بھرپور ایسا کافی و شافی جواب عطا فرماتے کہ اس کو کسی اور کی طرف رجوع کرنے کی ضرورت ہی نہیں پڑتی تھی۔ امام احمد رضا اسم بامسما تھے، وہ حقیقت میں ہر شعبہ زندگی میں مسلمانوں کے امام تھے۔ شریعت و طریقت سے لے کر سیاست و معیشت اور اصلاح معاشرہ تک زندگی کا کوئی رخ ایسا نہیں ہے جس میں انہوں نے مسلمانوں کی رہبری و رہنمائی کا فریضہ انجام نہ دیا ہو۔ ۱۹۱۹ء، ۱۹۲۱ء کے

پر آشوب دور میں جب کہ تحریک خلافت اور تحریک ترک موالات کے ہنگامہ میں بڑی بڑی قد آور مسلم شخصیات اور طویل قامت علماء، گاندھی کے فریب میں ملت اسلامیان ہند کے مفادات کو نقصان پہنچا رہے تھے یک واحد امام احمد رضا کی ذات ایسی تھی جنھوں نے تدبر، تحمل اور پیش بینی سے کام لیتے ہوئے فرنگی اور ہندوؤ ذہنیت کا حقیقت پسندانہ تجزیہ کرتے ہوئے مسلمانان ہندکو جو مشورہ دیا تھا وہ اگرچہ اس وقت بعض حضرات کو بہت ناگوار گذرا لیکن بعد کے واقعات و حالات نے ثابت کر دیا کہ امام احمد رضا کا تجزیہ بھی صحیح تھا اور ان کا مشورہ بھی صائب تھا۔ پھر اسی کو بنیاد بنا کر قائداعظم اور علامہ اقبال نے مسلمانوں کے لے علیحدہ وطن کے لئے تحریک شروع کی جسکا ہراول دستہ امام احمد رضا علیہ الرحمتہ کے متوسلین علماء اور عوام تھے۔

یہ بات میں بلاخوف و **جھجھک** کہتا ہوں کہ اگر اس دور میں امام احمد رضا کی ذات گرامی نہ ہوتی تو آج برصغیر میں مسلمانوں کی علیحدہ مملکت پاکستان کا حصول مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہوتا۔ وہ اس خطہ ارض میں جذبہ عشق صادق کے امین اور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وفاشعاری کے نشان مجسم ہیں ان کی تعلیمات ایک مومن صادق کے عقائد و افکار اور اس کی روایات کی محافظ ہیں۔ ان کی تعلیمات پر عمل پیرا ہو کر ہی ہم نہ صرف یہ کہ اپنے ماضی کی سنہری روایات اور علمی ماخذ سے رشتہ برقرار رکھ سکتے ہیں بلکہ اس کی روشنی میں اپنے حال اور مستقبل کو خوب سے خوب تر بنا کر اپنی عاقبت سنوار سکتے ہیں۔

میں ادارہ تحقیقات امام احمد رضا پاکستان کا شکرگزار ہوں کہ انہوں نے ان کی یاد میں منعقدہ اس مبارک محفل میں مجھے شرکت کی سعادت حاصل کرنے کا موقع دیا اور اس ادارے کے تمام اراکین اور معاونین کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے امام احمد رضا کی شخصیت اور علمی و ملی کارناموں کا ابلاغ کر کے ایک بہت اچھی روایت قائم کی ہے اور محسنین قوم و ملت سے محبت و عقیدت اور ان کی فکری اور علمی آثار سے استفادہ کی راہ دکھائی ہے۔

(ادارہ کے زیراہتمام اسلام میں ہونے والے "امام احمد رضا کانفرنس ۱۹۹۸ء" سے خطاب)

مولانا اشرف علی تھانوی

(مسلک دیوبند کے نامور عالم)

میرے دل میں احمد رضا کے لئے بے حد احترام ہے، وہ ہمیں کافر کہتا ہے لیکن عشق رسول (اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کی بنا پر کہتا ہے، کسی اور غرض سے تو نہیں کہتا۔"

(۲۳ اپریل ۱۹۶۲ء ہفت روزہ چٹان لاہور)
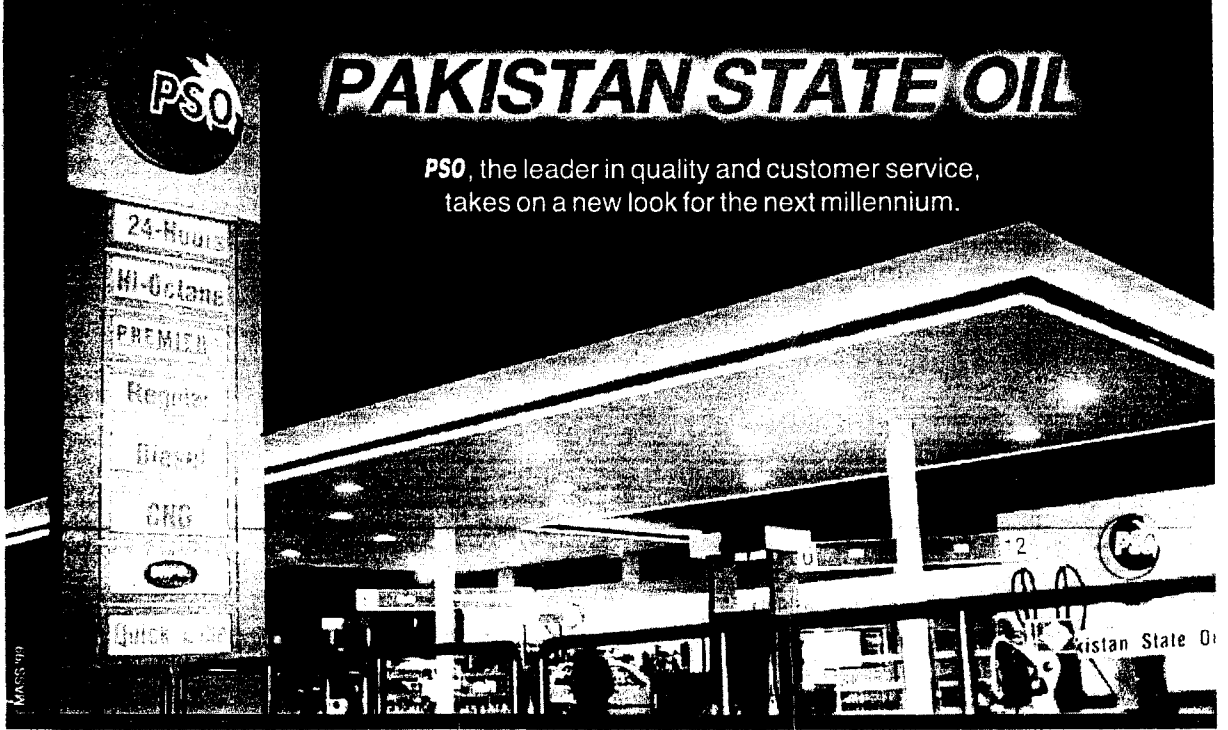
امام احمد رضا اور علم حدیث

علامہ مفتی محمد حنیف رضوی
(دارالعلوم نوریہ رضویہ، بریلی شریف)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کی عبقری شخصیت پچاس سے زیادہ علوم و فنون کی حامل تھی۔ اس پر آج بھی ان کی تصانیف شاہد عدل ہیں۔ دیگر علوم و فنون میں تبحر حاصل ہونے کے ساتھ ساتھ علم حدیث میں بھی آپ کا مقام و مرتبہ نہایت بلند تھا جیسا کہ آپ کی تصانیف سے ظاہر ہے۔

عمدۃ المحدثین حافظ بخاری محدث سورتی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

"وہ اس وقت امیرالمومنین فی الحدیث ہیں۔"

محدث اعظم ہند کچھوچھوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

"علم الحدیث کا اندازہ اس سے کیجئے کہ جتنی حدیثیں فقہ حنفی کی ماخذ ہیں ہر وقت پیش نظر' اور جن حدیثوں سے فقہ حنفی پر بظاہر زد پڑتی ہے ان کی روایت و درایت کی خامیاں ہر وقت ازبر' علم حدیث میں سب سے نازک شعبہ علم اسماء الرجال کا ہے۔ اعلیٰ حضرت کے سامنے کوئی سند پڑھی جاتی اور راویوں کے بارے میں دریافت کیا جاتا تو ہر راوی کے جرح و تعدیل کے جو الفاظ فرما دیتے اٹھا کر دیکھا جاتا تو تقریب و تہذیب اور تذھیب میں وہی لفظ مل جاتا۔ اس کو کہتے ہیں علم راسخ اور علم سے شغف کامل اور علمی مطالعہ کی وسعت۔"

امام احمد رضا قدس سرہ کے مطالعہ میں صرف علم حدیث سے متعلق کتنی کتابیں تھیں' ان کی صحیح تعداد تو معلوم نہیں ہو سکی البتہ اس سلسلہ میں راقم الحروف نے تتبع و تلاش شروع کی تو اب تک آپ کی ۳۵۶ تصانیف سے ۲۴۰ کتب حدیث کی نشاندہی مل سکی ہے جبکہ آپ کی تصانیف کی تعداد ایک ہزار کے قریب بتائی جاتی ہے۔

جس موضوع پر آپ نے قلم اٹھایا' احادیث کا وافر ذخیرہ امت مسلمہ کو عطا فرمایا۔ تحقیق کے دریا بہائے' فتاویٰ رضویہ و دیگر تصانیف سے چند نمونے ملاحظہ ہوں جن کو چار رخ سے پیش کیا جا رہا ہے۔

ا۔ کسی ایک موضوع سے متعلق احادیث

حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی علیہ الرحمہ کے خلیفہ مولانا کرامت اللہ صاحب نے دہلی سے ایک استفتاء اس مضمون کا بھیجا۔۔۔ زید درود تاج پڑھنے کو شرک کہتا ہے کیونکہ اس میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو (دافع البلاء و الوباء) وغیرہ کہا گیا ہے۔

یہ پڑھ کر امام احمد رضا قدس سرہ کا قلم حقیقت رقم
کت میں آیا اور حضور کے دافع بلاء اور صاحب عطا
نے کو تین سو احادیث کریمہ کے ذریعہ ثابت فرما کر وہابیہ
ے خود ساختہ شرک کو ہمیشہ کے لئے خاک میں ملادیا۔ یہ
تاب الامن والعلی کے نام سے مشہور ہے۔

۔ حوالوں کی کثرت

امام احمد رضا محدث بریلوی جب کوئی حدیث نقل
ماتے ہیں تو ان کی نظر اتنی وسیع و عمیق ہوتی ہے کہ
اوقات وہ کسی ایک کتاب پر اکتفا نہیں کرتے بلکہ پانچ
ں اور بیس کتابوں کے حوالے دیتے چلے جاتے ہیں۔ ایسا
علوم ہوتا ہے کہ اس موضوع پر تمام کتابیں ان کے سامنے
لی رکھی ہیں یا سب کے حوالوں سے وہ حدیث یاد ہے اور
ب کے نام لکھتے جا رہے ہیں۔ ساتھ ہی یہ بھی بتاتے
تے ہیں کہ کس محدث نے کس صحابی یا تابعی سے
ایت کی ہے مثلاً"

فتاویٰ رضویہ نہم حصہ دوم ص ۴۷ پر ایک حدیث
ں فرمائی۔

لا تدخل الملئکتہ بیتا نیہ کلب ولاصورۃ

اب حوالے ملاحظہ ہوں:

- **رواہ الائمتہ احمد والستتہ والطحاوی عن ابی طلحتہ**
- **والبخاری والطحاوی عن ابن عمر و عن ابن عباس**
- **و مسلم و ابوداود' والنسائی والطحاوی عن ام ومنین میمونہ**
- **و مسلم و ابن ماجہ والطحاوی عن ام المومنین سلیقہ**
- **واحمد و مسلم والنسائی والطحاوی و ابن حبان عن ابی ہریرۃ**
- **واحمد و الدارمی و سعید بن منصور و ابوداود و النسائی و ابن ماجہ و ابن خزیمتہ و ابویعلی و الطحاوی و ابن حبان والضیاء والشامی وابو نعیم فی الحلیتہ عن امیرالمومنین علی**
- **و مالک والترمذی والطحاوی عن ابی سعید الخدری**
- **واحمد والطحاوی والطبرانی عن اسامہ بن زید**
- **والطحاوی والحاوی عن ابی ایوب الانصاری' رضی اللہ تعالی عنھم اجمعین۔**

یہ دس صحابہ کرام کی روایت ۴۳ کتابوں سے نقل فرمائی۔

۳۔ اصطلاحات حدیث کی تحقیق و تنقیح

محدثین کا کسی حدیث کو فرمانا کہ صحیح نہیں۔ اس کے یہ معنی نہیں ہوتے کہ غلط و باطل ہے۔ پھر اس دعویٰ پر دلائل قائم فرماتے ہوئے حلیہ شرح منیہ' **صواعق محرقہ**' اذکار نووی' موضوعات کبیر' جواہرالعقدین' شرح مواہب' شرح صراط مستقیم اور مرقاۃ کی تصریحیں پیش فرمائیں۔ اور پھر مراتب حدیث کی طرف اشارہ کیا۔

صحیح کے بعد صحیح لغیرہ' پھر حسن لذاتہ' پھر حسن لغیرہ' پھر ضعیف **بضعف** قریب اس حد تک کہ صلاحیت اعتبار باقی رہے۔ جیسے اختلاط راوی' یا سوئے حفظ' یا تدلیس وغیرھا۔ اول کی تین بلکہ چاروں قسموں کو ایک مذہب پر رسم ثبوت متناول ہے اور وہ سب **محتج** بہا ہیں۔ اور آخر کی قسم صالح' یہ متابعات و شواہد میں کام آتی ہے اور جابر سے قوت پا کر حسن لغیرہ بلکہ صحیح لغیرہ ہو جاتی ہے۔ اس وقت وہ صلاحیت احتجاج اور قبول فی الاحکام کا زیور گرانبھا

پہنچتی ہے۔ ورنہ دربارہ فضائل تو آپ ہی مقبول و تنہا کافی ہے۔ پھر درجہ ششم میں ضعف قوی وہن شدید ہے۔ جیسے راوی کے فسق وغیرہ قواح قویہ کے سبب متروک ہونا بشرطیکہ ہنوز سرحد کذب سے جدائی ہو۔ یہ حدیث احکام میں احتجاج درکنار اعتبار کے بھی لائق نہیں۔ ہاں فضائل میں مذہب راجح پر مطلقاً" اور بعض کے طور پر بعد انجبار بتعدد مخارج و تنوع طرق منصب قبول و عمل پاتی ہے۔

پھر درجہ ہفتم میں مرتبہ مطروح ہے جس کا مدار وضاع، کذاب یا متہم بالکذب ہو۔ یہ بدترین اقسام ہے بلکہ بعض محاورات کی رو سے مطلقاً" اور ایک اصطلاح پر اس کی نوع رشد یعنی جس کا مدار کذب پر ہو عین موضوع، یا نظر دقیق میں یوں کہئے کہ ان اطلاقات پر داخل موضوع حکمی ہے۔ ان سب کے بعد درجہ موضوع کا ہے۔ یہ بالاجماع ناقابل انجبار، نہ فضائل وغیرہ کسی باب میں لائق اعتبار، بلکہ اسے حدیث کہنا ہی توسع و تجوز ہے۔ حقیقتاً" حدیث نہیں۔ محض مجعول و افتراء ہے۔ والعیاذ باللہ تبارک و تعالٰی۔ طالب تحقیق ان چند دفوں کو یاد رکھے۔

یہ مختصر جملے بلاشبہ اپنے دامن میں کثیر اقسام اور اہم معانی و مفاہیم لئے ہوئے ہیں جس کی شرح و بسط کے لئے دفتر درکار ہے۔

مزید تفصیل کرتے ہوئے آپ نے اسباب طعن بیان فرمائے اور حدیث کو موضوع قرار دینے کے لئے پندرہ وجوہ کی نشاندہی فرمائی۔ بیان نہایت جامع و مختصر ہے۔ خود فرماتے ہیں:

"یہ پندرہ باتیں ہیں کہ اس جمع و تلخیص کے ساتھ ان سطور کے سوا نہ ملیں گی۔"

۴۔ راویان حدیث پر جرح و تعدیل

اس حیثیت سے جب رضویات کا مطالعہ کیا جائے تو کثیر مثالیں موجود ہیں۔ صرف ایک ہدیہ ناظرین ہے۔

جمعہ کے دن اذان ثانی بیرون مسجد ہو۔ اس مسئلہ کے اثبات کے لئے آپ نے ابوداؤد شریف کی حدیث سے استدلال کیا اور ایک ضخیم کتاب شمائم العنبر کے نام سے عربی زبان میں تصنیف فرمائی جو تاہنوز قلمی ہے۔

بعض لوگوں نے حدیث کو ساقط الاعتبار قرار دیتے ہوئے کہا کہ اس کی سند میں محمد بن اسحاق ہیں جن پر رافضی ہونے کی تہمت ہے۔

اب ان ی تعدیل و توثیق کی ایک جھلک ملاحظہ فرمائیں۔

اس حدیث کے راوی محمد بن اسحاق قابل بھروسہ، نہایت سچے اور امام ہیں۔ امام شعبی محدث ابوزرعہ اور ابن حجر کا یہ ہی قول ہے۔

ابن مبارک نے فرمایا "ہم نے انہیں صدوق پایا، اور یہ جملہ تین مرتبہ فرمایا۔"

ابن عدی نے کہا "آپ کی روایت میں ائمہ ثقات کو کوئی اختلاف نہیں۔"

سفیان بن عینیہ فرماتے ہیں "میں ستر سال ان کے ساتھ رہا۔ کسی نے ان پر تنقید نہ کی۔"

امام شعبہ نے فرمایا "میری حکومت ہوتی تو میں آپ کو محدثین پر حاکم بناتا۔"

علی بن المدینی نے کہا "جمیع احادیث چھ اشخاص میں منحصر اور پھر بارہ میں دائر، اور ان بارہ میں ابن اسحاق کو شمار کیا۔"

بقیہ ۴۳ پر

ڈاکٹر فضل الرحمٰن شرر مصباحی
(طبیہ کالج، ہمدرد یونیورسٹی نیو دہلی)

اس میں کوئی کلام نہیں کہ اردو زبان میں نعتیہ کلام کا اتنا پرخلوص سرمایہ کہیں نہیں ملتا جس قدر حضرت امام احمد رضا کے دیوان نعت "حدائق بخشش" میں موجود ہے جس کے ایک ایک شعر کا قوام عشق مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنچ میں پک کر تیار ہوا ہے۔ اس حقیقت سے بھی انکار کی گنجائش نہیں کہ عرب و عجم میں نہ کوئی منقولات میں آپ کا ہمسر تھا نہ معقولات میں اور ان جملہ علوم سے آپ نے اپنے نعتیہ کلام میں بھرپور فائدہ اٹھایا ہے حتیٰ کہ فلسفہ ہیئت اور ریاضی جیسے یکسر خشک فن سے آپ نے رفعت و عظمت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایسا ثبوت بہم پہنچایا ہے جیسے مدیح رسول ہی ان فنون کی ایجاد کا باعث ہے۔

امام اہل سنت نے بیمار عالم کے لئے عشق رسول کو نسخہ کیمیا قرار دیا ہے۔ یہ بیماری ایمان و اعتقاد کی ہو یا فساد عمل کی ان کے نزدیک محبت رسول کا جوہر خلوص ہی انسانیت کا نجات دہندہ ہے۔ اس فدائے رسول کو کس قدر عشق تھا حضرت ختمی ماب صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا اندازہ خود فاضل بریلوی کو اس کے سوا کیا رہا ہوگا۔

شمار شوق ندانستہ ام کہ تا چنداست
جزیں قدر کہ دلم سخت آرزومند است

عشق و عرفان کا یہ خزانہ انہیں کتاب الٰہی کے صندوق رموز و اسرار سے ہاتھ آیا تھا۔ اور قرآن کے حقائق و دقائق کو انہوں نے معارف کے درون خانہ سے حاصل کیا تھا۔ جہاں عقل و خرد کی ساری زنجیریں سوز محبت کی آنچ میں پگھل جاتی ہیں۔ امام اہل سنت نے کتاب الٰہی میں دیکھا کہ خلائق عالم خود جان عالم کو خلق فرما کر انہیں وجہ بنائے عالم اور مادہ ایجاد عالم کہتا ہے۔ سارے جہان کی رحمت فرماتا ہے' اطاعت رسول کو اپنی اطاعت کہتا ہے' **وما رمیت اذ رمیت** کے ذریعہ اپنی لامتناہی محبت کا اظہار فرماتا ہے تو حضرت امام کا سینہ جو خوف و عظمت الٰہی کا آئینہ تھا محبت محبوب الٰہی کا گنجینہ ہو جاتا ہے۔ یہی نہیں بلکہ کتاب الٰہی نے بتایا کہ جس شئے کی نسبت قدم ناز مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہو جاتی ہے' بارگاہ عزت میں وہ شئے بھی بلند مرتبہ ہو جاتی ہے' تو فاضل بریلوی کے نزدیک محبت رسول بھی عبادت الٰہی قرار پائی اور پھر اس پرکشش اور دل پذیر عبادت کے لئے انہوں نے اپنے آئینہ دل کو اس قدر صیقل کیا کہ وہ تقرب الٰہی کی جلوہ گاہ بن گیا۔ پھر اپنی زبان

فصاحت ترجمان اور قلم بلاغت رقم کے ذریعہ عبادت الٰہی کی اس رسم کو عام کرنے کے لئے مصطفٰے جان رحمت پہ لاکھوں سلام بھیجا جارہا ہے۔ آل و اصحاب اور وابستگان مصطفٰے کے حضور گلہائے عقیدت نذر کئے جارہے ہیں۔ سگان کوچہ دلدار کو اپنے پار ہائے جگر کے نوالے کھلائے جارہے ہیں اور عظمت بارگاہ مصطفوی کے گستاخوں پر قہرالٰہی بن کر ٹوٹ رہے ہیں اور یہ سب کچھ عبادت الٰہی سمجھ کر کیا جارہا ہے' غرضیکہ فاضل بریلوی نے اپنی نعت گوئی کا مصدر کتاب الٰہی کو بنایا۔ اس صداقت کا اظہار آپ نے اپنی اس رباعی میں فرمایا ہے۔

ہوں اپنے کلام سے نہایت محظوظ
بیجا سے ہے المنتہ للہ محفوظ
قرآن سے میں نے نعت گوئی سیکھی
یعنی رہے احکام شریعت ملحوظ

بعض ناقدین کا الزام ہے کہ نعت گوئی کے میدان میں شعری محاسن و معیار کا قائم رکھنا ممکن نہیں ہے کیوں کہ احکام شریعت کی پابندی کے سبب نہ تو آزادانہ طور پر فکر کی جاسکتی ہے نہ استعارات و کنایات کا بے تکلفانہ استعمال کیا جاسکتا ہے---- حدائق بخشش ان ہفوات پر خط تنسیخ کھینچتے ہوئے کہتی ہے کہ ممدوح کی مدح تو ایسی ہی ہونی چاہئے کہ فی الوقع وہ خوبیاں اس میں موجود ہوں۔ اگر حقیقت واقعہ سے مدح کے الفاظ مطابقت نہیں کرتے تو یہ مدح کیوں کر ہوئی۔ حدائق بخشش یہ بھی بتاتی ہے کہ جو بات جس قدر پنہائی دل سے غرباں خلوص میں چھن کر نکلے گی اس میں اس کے بقدر تاثیر ہوگی اور اگر شاعر کو زبان و بیان پر قدرت بھی حاصل ہے تو یہ شراب سہ آتشہ ہو جائے گی۔

غزل میں عارض محبوب کو خورشید' قمراور گل سے تشبیہ دینا عام بات ہے اسی کی تاسی میں ہمارے نعت گو حضرات کسی تخصیص یا رعایت کے بغیر عارض پاک مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کو چاند' سورج اور پھول لکھ دیتے ہیں۔ فاضل بریلوی کہتے ہیں کہ حقیقت محمد یہ اصل وجود کائنات ہے یہی وہ نور لم یزل ہے جس سے سارے عالم کا ظہور ہوا ہے اس لئے کائنات کی کوئی شے اس اصل عالم اور نور مجسم کی شبیہ و مثیل کیوں کر ہوسکتی ہے۔ اس حقیقت واقعیہ کی روشنی میں غور کیجئے تو شمس و قمر کی قیمت حسن و جمال مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے اس کے سوا کیا رہ جاتی ہے۔

ز عکست ماہ تاباں آفریدند
ز بوئے تو گلستاں آفریدند

یہ جو مہرومہ پہ ہے اطلاق آتا نور کا
بھیک تیرے نام کی ہے استعارہ نور کا

جس کو قرص مہر سمجھا ہے جہاں اے منعمو
ان کے خوان جود سے ہے ایک نان سوختہ

اور جب حضرت امام مہروماہ کہنے پر آگئے تو کشکول ادبیات کو زبان و بیان اور تہذیب مقال کا خزانہ عامرہ عطا کردیا۔

آنکھیں ٹھنڈی ہوں جگر تازہ ہو جائیں سیراب
سچے سورج وہ دل آراء ہے اجالا تیرا

مہر چرخ نبوت پہ روشن درود
گل باغ رسالت پہ لاکھوں سلام

ماہ لاہوت خلوت پہ لاکھوں درود
شاہ ناسوت جلوت پہ لاکھوں سلام

مصطفےٰ نور جناب امر کن
آفتاب بزم علم من لدن

مہر تابان علوم لم یزل
بحر مکنونات اسرار ازل

اور اب چند شعر اور جن میں اظہار حقیقت بھی ہے اور بیان کا وہ آہنگ بھی جو کسی زبان کی ادبیات کی آبرو ہوتا ہے۔

مرے غنی نے جواہر سے بھر دیا دامن
گیا جو کاسہ مہ لے شب گدائے فلک

رہا جو قانع یک نان سوختہ دن بھر
ملی حضور سے کان گہر جزائے فلک

عکس سم نے چاند سورج کو لگائے چار چاند
پڑ گیا سیم و زر گردوں پہ سکہ نور کا
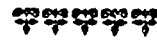
۴۳ صفحہ کا بقیہ

امام زہری فرماتے ہیں "مدینہ مجمع العلوم رہے گا جب تک یہاں ابن اسحاق قیام پذیر ہیں۔"

ابن حبان نے کہا "مدینہ کی کوئی علمی مجلس آپ کی مجلس کے ہمسر نہیں۔

اس طرح اکیس محدثین کے اقوال سے محمد بن اسحاق کی توثیق و تعدیل مذکور ہے---- تو کیا اب بھی کسی کو یہ شبہ ہو سکتا ہے کہ یہ حدیث ابن اسحاق کے سبب ساقط الاعتبار ہے۔

فاضلِ بریلوی اور معاشیات

ڈاکٹر سرفراز احمد نعیمی
(پرنسپل جامعہ نعیمیہ لاہور)

قائدانہ صلاحیتوں کے حامل مسلمان مفکرین و مدبرین کا ہمیشہ سے یہ طریق کار رہا ہے کہ وہ زمانہ کے تغیرپذیر معروضی حالات اور درپیش چیلنجوں کا جائزہ لیتے ہیں، تجزیہ کرتے ہیں اور اسلام کی بنیادی اور اصولی تعلیمات کی روشنی میں نئے پیدا ہونے والے امور میں رہنمائی کرتے ہیں۔ چنانچہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے آج سے ۸۵ سال قبل اپنی خداداد صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے مسلمانان ہند کی معاشی بدحالی اور پس ماندگی کا جائزہ لیا پھر تجزیہ کیا اور بعد میں ان سے چھٹکارا پانے کی تدابیر کی رہنمائی کی جس کے نقوش آپ کی تالیفات و تصنیفات میں نظر آتے ہیں۔

پاک و ہند کے مایہ ناز ماہر معاشیات پروفیسر رفیع اللہ صدیقی رقم طراز ہیں کہ موجودہ صدی کا ربع اول وہ بلاخیز دور تھا کہ بڑے بڑے علماء اور لیڈر ثابت قدم نہ رہ سکے ایسے وقت میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے تدبیر فلاح و نجات و اصلاح کے نام سے امت مسلمہ کی معاشی بہبود کی خاطر چار تجاویز پیش کی تھیں جو آج بھی اپنے اندر وزن رکھتی ہیں اور امام احمد رضا بریلوی کی ژرف نگاہی کی شاہد ہیں۔

یہ رسالہ ۱۹۱۲ء /۱۳۳۱ھ کو کلکتہ سے شائع ہوا جس میں ان نکات کی تفصیل اس طرح ذکر کی گئی ہے:

(۱) ان امور کے علاوہ جن میں حکومت دخل انداز ہے مسلمان اپنے معاملات باہم فیصل کریں تاکہ مقدمہ بازی میں جو کروڑوں خرچ ہو رہے ہیں پس انداز ہو سکیں۔

(۲) بمبئی، کلکتہ، رنگون، مدارس، حیدر آباد (دکن) کے تونگر (مالدار) مسلمان اپنے بھائیوں کے لئے بینک کھولیں۔

(۳) مسلمان اپنی قوم کے سوا کسی سے کچھ نہ خریدیں

(۴) علم دین کی ترویج و اشاعت کریں۔

ظاہر ہے یہ چار نکات انتہائی مختصر ہیں لیکن ان میں علم معاشیات کے معانی کا جو ذخیرہ پوشیدہ ہے وہ اس امر کی غمازی کر رہا ہے کہ آپ بخوبی جانتے ہیں کہ قوموں کے زوال میں کون کون سی چیزیں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔

۱۹۱۲ء میں جب یہ نکات شائع ہوئے تو برصغیر ہند میں علم اقتصادیات کا مطالعہ نہ ہونے کے برابر تھا۔ اور دنیا کے دیگر ترقی یافتہ ممالک مثلاً" انگلینڈ، فرانس، امریکہ اور جرمنی وغیرہ میں دانشوروں کا ایک مخصوص طبقہ اور حلقہ

اس علم کے اکتساب کی طرف مائل تھا۔

پہلی جنگ عظیم کے بعد اور خاص طور پر ۳۰-۱۹۲۹ء کی عظیم عالمی سردبازاری نے طاقتور حکومتوں کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا تھا چنانچہ شدت سے اس کی ضرورت محسوس کی گئی کہ ایک ایسے نظریے کی ضرورت ہے جو اس کی کساد بازاری (Slump) یعنی

General drop in prices and trade activities.

پر قابو پانے میں مد دے سکے۔ ۱۹۳۶ء میں ایک انگریز ماہر اقتصادیات جے ایم کینز (J.M. Keynes) نے اپنا مشہور عالمگیر نظریہ "نظریہ روزگار و آمدنی" پیش کیا جو اقتصادیات کے میدان میں جدید معاشی انقلاب کا سبب بنا اور اس نظریہ کی بدولت عالمی سردبازاری پر کنٹرول کیا گیا جبکہ اسی نظریہ کی جھلک کو ۱۹۱۲ء میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے جدید اقتصادی تقاضوں کی روشنی میں پیش کر دیا تھا۔

جے ایم کینز کے نظریہ روزگار و آمدنی کی اہم ترین شق مساوات (Equation) میں بچت اور سرمایہ کاری سب سے اہم متغیرات (Variables) ہیں۔ (Variables) اس کے نزدیک معیشت میں اقتصادی توازن کے لئے یہ شرط ہے کہ

بچت (Saving) = سرمایہ کاری (Investment)

جب تک یہ شرط پوری ہوتی رہے گی سرمایہ دارانہ معیشت میں توازن برقرار رہے گا۔ لیکن جہاں ان دونوں میں عدم مساوات پیدا ہوئی معیشت کا توازن بگڑ جائے گا۔ یا تو معاشرہ کسادبازاری کا شکار ہو جائے گا یا افراط زر کا دونوں ہی صورتیں سماجی، سیاسی، معاشرتی، اقتصادی اور معاشی نقطہ نظر سے خطرناک ہیں۔ اگر بچتیں زیادہ ہیں تو سرمایہ کاری بھی زیادہ ہوگی اور اگر بچتیں کم ہیں تو اقتصادی ترقی کی رفتار ست ہوگی۔

اہل نظر و بصیرت ذرا اس ماحول کو ذہن میں رکھیں جب کہ ۱۹۱۲ء میں اعلیٰ حضرت نے مسلمانوں کو اس بات پر عمل کرنے کی تلقین کی تھی کہ وہ غیر ضروری اخراجات سے پرہیز کریں اور زیادہ سے زیادہ پس انداز کریں اور آج کے ماحول پر بھی ایک نگاہ ڈالیں کہ جب بین الاقوامی مالیاتی اداروں سے لیکر حکومتی اداروں تک ہر ایک اس بارے میں کوشاں ہیں کہ حکومتیں اور عوام زیادہ سے زیادہ بچت کریں۔

کیا آپ اب بھی اعلیٰ حضرت کی دوراندیشی کے قائل نہ ہوں گے کہ اعلیٰ حضرت نے فخر کائنات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فضول خرچی کی مذمت کرنے والے احکامات کو دوبارہ امت مسلمہ کو اپنانے کی طرف متوجہ کیا۔

ایک امریکی ماہر اقتصادیات کولن کلاوک نے پاکستان، بھارت اور چین کے لئے یہ مشورہ دیا تھا کہ ان ممالک کے افراد کم از کم ۱۲ فیصد پس انداز کریں اور اسے سرمایہ کاری میں لگائیں تو یہ ممالک ترقی کی راہ پر گامزن ہو سکتے ہیں۔

دوسرے نکتے میں آپ نے اہم اہم بڑے شہروں میں مسلمانوں کو اپنے بینک قائم کرنے کی ترغیب دی کیونکہ ۱۹۱۲ء تک تمام بینک یا تو انگریزوں کی ملکیت تھے یا ہندوؤں کے محتمانہ انشورنس کمپنیاں باہمی امداد کی انجمنیں، صنعتی اور زرعی امداد کے ادارے کواپریٹو ادارے اور فنانس کمپنیاں سب کی سب سودی نظام پر کام کر رہی تھیں۔ ۱۹۴۰ء تک برصغیر ہند میں مسلمانوں کا ایک بینک بھی نہ تھا

لیکن اعلیٰ حضرت نے ۱۹۱۲ء ہی میں بینک اور بینکوں کی اہمیت کا اندازہ لگا لیا تھا جو آپ کی اقتصادی معاملات میں گہری نگاہ رکھنے کا آئینہ دار ہے۔ اس لئے آپ نے مال دار مسلمانوں سے اپیل کی کہ وہ اپنے بھائیوں کے لئے بینک قائم کریں۔

سود کے انتہائی نقصانات کو اور اس کے متعلقہ مسائل کو اپنے فتاویٰ رضویہ کی ساتویں جلد کے باب الربوا میں اور دیگر کتب میں تفصیل سے ذکر کیا ہے جس کو یہاں بیان کرنے کی چنداں ضرورت نہیں۔

پاکستان کے قیام سے یہی بات محمد علی جناح نے ۱۹۴۶ء میں کہی اور محمد علی جناح کے مسلسل اصرار پر ۹؍ جولائی ۱۹۴۷ء کو کلکتہ میں سر آدم جی داؤد اور احمد اصفہانی نے مسلم کمرشل بینک قائم کیا۔

اگر ۱۹۱۲ء ہی کے اردگرد مسلمانوں کے چند سرمایہ دار اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی ہدایت پر عمل کرلیتے تو مسلمانوں کا معاشی مستقبل اور اس کے اقتصادی نتائج قیام پاکستان کے ساتھ ہی آشکار ہوکر سامنے آجاتے۔

آپ نے اپنا تیسرا معاشی نکتہ یہ پیش کیا کہ مسلمان اپنی قوم کے سوا کسی سے کچھ نہ خریدیں۔

ذرا آپ آج کے عالمی اقتصادی ماحول کا جائزہ لیں تو اس نظریہ کی اہمیت خوب واضح ہو کر سامنے آجاتی ہے۔ دوسری جنگ عظیم کے بعد مغربی یورپ کے جنگ سے متاثرہ ممالک نے اس نظریہ پر پورا پورا عمل کیا اور آج یہ ممالک اقتصادی طور پر مضبوط ترین ممالک شمار کئے جاتے ہیں۔

علم معاشیات میں معاشیات کے باوا آدم "آدم اسمتھ" نے اپنی کتاب "دولت اقوام" اور امریکی سیاستدان الیگزینڈر ہلمٹن نے آدم سمتھ کے نظریہ تامین کی پرزور تائید کی اور یورپین مشترکہ منڈی (European Common Market) کا قیام اس اصول پر عمل میں آیا کہ یہ چھ مغربی یورپی ممالک آپس میں تجارت کریں گے۔ یاد رہے کہ یہ وہ زمانہ تھا جب عالمی سیاست میں امریکہ کا طوطی بول رہا تھا اور عالمی معیشت میں امریکی ڈالر کا مقابلہ کرنے والا کوئی نہ تھا۔ لیکن اس معاہدہ کے بعد عالمی اقتصادیات میں امریکن ڈالر کی حیثیت ثانوی ہو گئی اور جرمن مارک دنیا کی مضبوط کرنسی قرار پایا اس منڈی کے قیام کے پس منظر میں وہی نظریہ کارفرما تھا جو اعلیٰ حضرت نے ۱۹۱۲ء میں پیش کیا تھا کہ مسلمان اپنی قوم کے سوا کسی سے کچھ نہ خریدیں۔

اگر اس وقت کوئی مسلم ماہر معاشیات و اقتصادیات اس نکتہ کے دوررس نتائج اور اثرات پر غور کر کے اس کی توضیح وضاحت کر دیتا کہ مسلمان صرف اور صرف مسلمان ہی سے خرید و فروخت کریں تو کوئی وجہ نہ تھی کہ مسلمان ہندوستان میں معاشی اعتبار سے دوسری قوموں کے مقابلے میں کمزور ہوتے۔

اعلیٰ حضرت نے اسلام کی معاشی تعلیمات پر کئی اور کتب بھی تصنیف کیں جن میں سے چند ایک یہ ہیں:

(۱) **احکام الا حکام فی التنا و ل من بد ما الحرام**

(۲) افصح البیان فی حکم مزرع ہندوستان

(۳) **کفل الفقیہ الفاھم فی احکام قرطاس الدراھم**

(۴) **خیرالامال فی حکم الکسب والسوال**

(بشکریہ: کنزالایمان سوسائٹی، لاہور)

بلغ العلیٰ بکمالہ
کشف الدجیٰ بجمالہ
حسنت جمیع خصالہ
صلوا علیہ وآلہ

امام احمد رضا کا ادبی نصب العین

علامہ فروغ القادری
(ورلڈ اسلامک مشن، برطانیہ)

امام احمد رضا کی تخلیقی محویت حد درجہ آفاقیت کا رنگ لئے ہوئے ہے۔ ان کی طبیعت کا فطری میلان مقصدیت کا حامل ہے۔ انہوں نے جس فن کو عنوان سخن بنایا ہے وہ ان کے طرز تحریر اور انداز نگارش کی مرہون منت بن جاتی ہے۔ ان کی شعر و شاعری اور ایوان علم کی تشکیل میں فلسفہ حیات سے لیکر مقصود فن تک بہت سے عوامل کارفرما ہیں۔ امام احمد رضا نے نظریہ ادب کی تشریح و توضیح اس درجہ ہمہ جہت پیرائے میں کی ہے کہ وہ اپنے اندر موثر ترین جاذبیت اور جداگانہ اہمیت و انفرادیت سمیٹے ہوئے ہے۔ انہوں نے شاعری کو محض الفاظ و حروف کی بازی گری نہ سمجھتے ہوئے اسے کمال فن اور قادرالکلامی کے ساتھ ساتھ خود شعوری کے احساس سے بھی نوازا ہے۔ ان کے شعری لب و لہجے میں فلسفہ، علم عروض، علم معانی و بیان اور اس سے متعلق جدید اصطلاحات نظر آتی ہیں۔ شعرائے متقدمین میں یہ اضافی قدریں دور دور تک دیکھنے میں نہیں ملتیں۔ میرے نزدیک شاعری مبہمات جان کے ابلاغ کا نام ہے۔ دراصل شاعر کی پرسوز شخصیت اس درجہ ہمہ گیر ہوتی ہے کہ وہ حیات و کائنات کی ان گنت پوشیدہ اسرار و رموز کو اپنے اندر محیرالعقول اور نامیاتی طور پر جذب کر کے باردگر اسے فن کی صورتوں میں عیاں کرتی ہے۔ شاعر کی روح اس درجہ عظیم اور گراں مایہ ہوتی ہے کہ اس کے بوجھ سے جگر کا خون احساس کی روانی کے ساتھ صفحہ قرطاس پر منتقل ہو کر ٹپک پڑتا ہے۔ امام احمد رضا محدث بریلوی کے ہاں ضمیرلالہ کی شگفتگی اور جذبہ شوق کی یہ تمام فراوانی علی الاستعداد موجود ہے۔ امام احمد رضا ہر لحہ لوازمات ہنر کے تکمیلی مراحل میں رموز دل سے باخبر ہیں اور یہ واردات قلبی ہی کیف و مستی کے قالب میں ڈھل کر اعجاز ہنر کی تخلیق کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ وارفتگی شوق کے اظہار میں اپنے محبوب حقیقی کے حضور اس درجہ مودب ہیں کہ دنیائے اردو شاعری میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ ان کی شاعری کوئے دلبراں' آہ شب ہجراں' کشمکش قاصد و رقیب کی بے ہنگم آلودگیوں سے پاک اور ہر گام مبرا ہے۔ وہ اپنے آئینہ وجود میں راز حیات کے محرم اور جبرئیل عشق کے امین ہیں۔ انہوں نے نالہ بلبل' خموشی گل اور قفس کی قید تنہائی بیان کرنے کے بجائے "زلف والیل" اور "چہرہ والضحیٰ" کی اس درجہ خوبصورت اور دلکش تشریح فرمائی ہے

کہ جسے پڑھ کر روح جھوم اٹھتی ہے۔

امام احمد رضا نے اردو شاعری کے پورے شہرستان کو اٹھا کر سرکار مدینہ علیہ التحیۃ والثناء کی بارگاہ عظمت و قار میں پیش کر دیا ہے۔ وہ محبوب مجازی کی سحر طرازیوں کے تعاقب میں آبلہ پائی کا شکار ہونے کے بجائے محبوب حقیقی کے دامن کرم میں پناہ دائمی کو حاصل زندگی اور باعث صد افتخار محسوس کرتے ہیں۔ اہتمام شوق کی یہی تشنگی اور مقصود ہنر کا یہی تصور ان کی شاعری اور ان کے ادبی نصب العین کی بنیاد ہے۔ "امام احمد رضا" کا انداز سخن اور طرز تحریر متقدمین سے ہرگز مستعار نہیں بلکہ طبقات سخن کے جملہ مدارج میں ان کی انفرادیت ان کے اعجاز فن اور تخلیقی ایجاد کا مرہون ہے۔ ان کا دیوان عرش مکان "حدائق بخشش" کے محض ایک صفحہ کو اچھی طرح سمجھنے کے لئے قاری کا جملہ فنون کی کتابوں پر کامل دسترس اور نفس مضمون کی تفہیم کے لئے مکمل درک ضروری ہے۔ انہیں پڑھ کر ان کی دقت نظر' وسعت مطالعہ' حضور ذہنی' مشکل پسندی' تصلب فی الدین اور طلب و جستجو کی راہوں میں مرحلہ شوق کا پتہ چلتا ہے--- امام احمد رضا نے مشکل ترین زمین میں استعارات کی دھوپ چھاؤں سے آراستہ اس قدر خوبصورت شعر کہے ہیں ناسخ و آتش کے ہاں بھی یہ ظریفانہ اسالیب و محاورات نظر نہیں آتے۔ انہوں نے تخیلات کی بلند پروازیوں کے لئے ایسے وسیع آفاق تلاش کئے ہیں جس کی طرف اس سے پہلے اردو نعت گو شعراء کی توجہ کبھی بھی منعطف نہیں ہوئی تھی۔ وہ ہمیشہ خیالی اور مصنوعی شاعری کو درخور اعتناء سمجھنے سے کنارہ کش رہے۔ اردو شاعری کا فرضی معشوق ان کے ہاں بے معنی ہے۔ وہ جس حسن حقیقی کے دلدادہ ہیں وہ واردات قلبی اور مظاہر فطرت کی رسید میں بہر لمحہ ممد و معاون ہے۔

تیرے تو وصف عیب تناہی سے ہیں بری
حیراں ہوں میرے شاہ کے کیا کیا کہوں تجھے

(رضا بریلوی)

ایک جانب عشق رضا کی سرفرازی پھر دوسری طرف ان کی تحریر کا حسن یگانہ' یقین جانئے بادی النظری میں ایسا محسوس ہوتا ہے کہ جیسے کہ آپ نے "عروس اردو" کے تمتماتے ہوئے رخسار پر چاندنی کا غازہ مل دیا ہو۔

طبقات سخن کی یہ کاوش عشاقان شوق کے لئے دعوت نظارہ ہے۔ گام گام پر عشق بے نیام کا جبریل نغمہ سنج ہے۔ سطر سطر سے ایمان و اسلام کے ریگ زاروں میں خلوص و وفا کے نخلستان قطار اندر قطار نظر آتے ہیں۔ لالہ زاروں اور مرغزاروں کی طرح سرسبز و شاداب آپ کی تحریر اس پر آپ کا فکری انعکاس قاری کے ذہن و دماغ پر خوشگوار حیرت پیدا کرتا ہے۔ عروس علم و حکمت کی حنا بندی جس منفرد لب و لہجے میں آپ نے کی ہے' آپ ہی خاصے شاملہ ہے۔ موجودہ صدی میں امام احمد رضا کعبہ عشق کے معمار اور علم و فن کے سومنات کے محمود ہیں۔ جنھوں نے عشق و عرفان کی تپتی ہوئی زمین پر خون جگر سے گل کاریاں کی ہیں۔ آپ کی نوائے سروش نے عشق رسول علیہ التحیۃ والثناء کی سرفرازیوں کو دو آتشہ کر کے حریم جمال تک پہنچا دیا ہے۔ بلاشبہ آپ اس حسن خودی کے آئینہ دار ہیں جس نے شمع خیال کو برق حقیقت سے لو دی ہے۔

امام احمد رضا کاروان عشق و محبت کے امیر ہیں۔ ان کے نغموں میں سحر کی بیداری' ان کی فطرت میں مطرب

قدس کی لواسنجی اور ان کی فکر میں حیرت انگیز رفعت ہے۔ انہوں نے عشق مجازی کے گرویداؤں کو عشق حقیقی سے آشنا کیا ہے۔ عشق رسالت اور آپ کی ذات میں کوئی فاصلہ نہیں اگر عشق رسالت کے جملہ معرفات جمع کر دیئے جائیں تو امام احمد رضا کا سراپا قرار پائے گا۔ شخصیت اور شاعری کی اس درجہ خوبصورت ہم آہنگی موجودہ صدی میں کہیں اور نظر نہیں آتی۔ ارض طیبہ سے دم واپسیں شب تاریک ہجراں کی تنہائیوں میں لے گئی یہی آہ سوزاں تھی جس کی آگ میں امام عشق و محبت کا وجود حیات سلگتا رہا۔ ان تمام خصوص کے باوجود وہ علم و فن کے مختلف شعبہائے قدیم و جدید پر پوری طرح حاوی تھے۔ شرق و مغرب کے علوم معقول بلکہ پوری "کائنات جو" ان کے سامنے ایک کھلی کتاب کی طرح رہتی تھی---- علوم و معارف کا ایسا کوئی گوشہ نہ تھا جہاں انہوں نے انتہائی دقت نظر صرف نہ کی ہو---- امام احمد رضا نے "انسان کامل" کے نظریئے کی طرف ساری دنیا کو متوجہ کر کے سارے عالم انسانیت میں "ذوق یقین" پیدا کرنے کی کوشش کی ہے اور فطرت کے مقابلے میں انسان کی اہمیت خالصہ کو فلک الافلاک تک بلند کر دیا ہے---- سچ تو یہ ہے کہ امام احمد رضا فاضل بریلوی کے معاصرین اور دیکھنے والوں نے ان جیسا نہیں دیکھا اور نہ انہوں نے ہی خود اپنی نظیر دیکھی---- اللہ جل شانہ نے انہیں جو قوت حافظہ اور قوت ادراک و استحضار عطا فرمائی تھی اس کی وساطت سے انہوں نے حدیث، فقہ، اصول فقہ، علم کلام، علم توقیت، علم جفر، لغت و نحو، معانی و بیان، علم رجال، سیر و آثار، علم نجوم علاوہ ازیں پچاس سے زائد علوم و فنون پر مہارت تامہ اور کمال عبور حاصل کر لیا تھا۔ ماخذ و مراجع کی جتنی بھی کتابیں اس وقت موجود تھیں سب کا انہوں نے بلااستیعاب مطالعہ فرمایا اور تادم حیات ان کے معانی و مفاہیم کو اپنے قولی امانت دار اور خداداد **حافظے** میں محفوظ فرما لیا تھا---- امام احمد رضا قدس سرہ نے اپنی مصروف، پرازحوادث اور تلاطم خیز زندگی میں تصنیفات و تحقیقات اور علمی و فنی آثار کا ایک ایسا ذخیرہ چھوڑا ہے جو اہل علم کی پوری جماعت کے لئے سرمایہ افتخار بن سکتا ہے----

وہ بجا طور پر ایک نئے عہد کے بانی اور ایک تاریخ آفریں شخصیت کے مالک کہے جا سکتے ہیں---- علم و فن کے ہر میدان میں امام احمد رضا منفرد بلکہ ایک جہان حیرت نظر آتے ہیں---- غالباً" یہی وجہ ہے کہ گزشتہ پچاس سال سے زائد ہو گئے دنیا بھر کے محققین رضویات پر تحقیق کر رہے ہیں مگر پھر بھی امام احمد رضا کی دسترس سے باہر ہیں----

امام احمد رضا کے ہاں ان کی تحریروں کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ متقدمین فقہا و مفسرین نے جن باتوں کی وضاحت دوچند صفحات میں کی ہیں، امام احمد رضا اسے دو چند سطور میں بیان فرماتے ہیں اور اس پر تعجب یہ ہے کہ وہ اپنے منفرد لب و لہجے میں متقدمین کے اقوال سے ذرہ برابر بھی انحراف نہیں کرتے۔ بلاشبہ یہ آپ کے حسن انشاء و قوت بیان کا پیکر محسوس ہے---- اور پھر یہ سب کچھ ایسی سہل زبان میں ہوا کہ واقعتاً" اس کا جواب نہیں---- امام احمد رضا نے موجودہ ایوان اردو ادب کو اپنی نعتیہ شاعری کے ذریعہ نئی نئی اصطلاحات و ترکیبات سے بھر دیا ہے۔ جذبہ عاشقی---- وارفتگی شوق---- اور

عشق رسول کی تڑپ امام احمد رضا کی حیات معنوی کا وصف جمیل رہی ہے---- قضا و قدر نے اس گلشن ہستی میں امام احمد رضا کو اسی حسن لالہ رخ کی غزل سرائی کے لئے بھیجا تھا---- ان کی ذہنی دراکی کا ظہور تو ان کے مختلف النوع علوم کی تصنیفات میں موجود و مستتر ہے---- ان کی قوت دراکہ اور علمی و فکری بصیرت یقیناً حیرت انگیز ہے' اور پھر یہ کہ علم و فن کی اک کائنات ان کے ذہن و دماغ کے پوشیدہ خدوخال میں عجیب و غریب ضبط و ترتیب کے ساتھ موجود ہے---- ان کا ذہن مدلل' باضابطہ اور سلجھا ہوا ہے اور درحقیقت ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے منطق و فلسفہ کے کسی قدیم اسکول میں تعلیم حاصل کی ہے---- ان کا عام رویہ اور انداز تحریر معقولیت پسند ہے' وہ جو زبان لکھتے ہیں وہ زیادہ سے زیادہ پر معنی الفاظ سے مملو ہوتی ہے---- امام احمد رضا علم و فن کے ایسے بحر بیکراں تھے جس میں علوم و فنون کے لاتعداد دریا گرتے ہیں۔ ان کی فکری اختراع اور قلمی زندگی حددرجہ Comprihensive تھی---- بلاشبہ میدان علم و دانش میں امام احمد رضا کے معاصرین میں ان کا کوئی ہم پلہ نہ تھا۔ ان کی شخصیت میں بیک وقت کئی سائنسداں گم تھے---- ایک طرف ان میں ابوالہیثم جیسی فکری بصارت اور علمی روشنی تھی تو دوسری طرف جابر بن حیان جیسی صلاحیت' الخوارزمی اور یعقوب کندی جیسی کہنہ مشق تھی---- الطبوی' الفارابی' رازی' اور بو علی سینا جیسی دانش مندی اور البیرونی' عمر بن خیام' امام غزالی اور ابن رشد جیسی خداداد ذہانت تھی---- امام احمد رضا کسی شخص واحد کا نام نہیں بلکہ وہ علم و دانش کے ایک بحر ناپیدا کنار تھے---- یہ ہمارے لئے نہایت افسوس کا مقام ہے کہ نصف صدی تک اس عظیم عبقری شخصیت کے علمی اور ادبی کارناموں سے برصغیر پاک و ہند کے مسلمانوں نے سخت بے اعتنائی برتی اور ان جیسی یادگار زمانہ شخصیت کے ہمہ جہات کارنامے جس تشہیر و اشاعت کے مستحق تھے وہ ان کو نہ ملی۔ اگر علم و حکمت کا یہ سرمایہ کسی اور قوم میں ہوتا تو ان کارناموں کو بلند ترین مقام عطا کرتی---- تاہم خدائے قدر و جبار کا ہزار ہا شکر و احسان ہے کہ ایک عرصے بعد یہ جمود اب ٹوٹ چکا ہے اور اقطار عالم کے مختلف گوشوں سے ارباب علم و دانش کی ایک جماعت رضویات کی راہوں میں بہرگام سرگرم عمل ہیں---- بیسویں صدی عیسوی کے اختتام کو دنیا نے ایک بار پھر امام احمد رضا کی آفاقی عبقریت اور ان نوک قلم کے طمطراق کو محسوس کیا ہے----

اقبال احمد اختر القادری کراچی

حضرت احمد رضا کی شخصیت عالم اسلام میں کسی تعارف کی محتاج نہیں---- ان کے علمی افکار و خدمات آسمان علم و فضل کی فضاؤں میں بادل بن کر چھائے ہوئے ہیں---- عصر حاضر اور ماضی قریب میں ان جیسا صاحب علم و فن اور عارف حق کوئی دوسرا نظر نہیں آتا----

وہ انقلاب ۱۸۵۷ء سے ایک سال قبل ۱۴ جون ۱۸۵۶ء کو ہندوستان کے شہر بریلی میں پیدا ہوئے اور وہیں ۱۹۲۱ء میں انتقال ہوا---- اپنی جائے پیدائش "بریلی" کی نسبت سے "فاضل بریلوی" کے نام سے مشہور ہوئے---- ۱۸۶۹ء میں سند فراغت حاصل کی اور اسی روز اپنے والد مولانا نقی علی خاں کی مسند افتاء پر بیٹھ کر پہلا فتویٰ تحریر فرمایا---- بعض روایات میں یہ بات غلط مشہور کی گئی ہے کہ حضرت احمد رضا نے دارالعلوم دیوبند سے تعلیم حاصل کی---- حقائق سے پتہ چلتا ہے کہ مدرسہ دیوبند ۱۸۶۶ء میں مسجد کے ایک چھتہ تلے قائم ہوا اور پھر بہت بعد کو عمارت تعمیر ہوئی' اس کی تفصیلات ڈاکٹر ایچ۔ بی۔ خان کے مقالہ "علماء کا سیاسی کردار" مطبوعہ کراچی میں ملاحظہ کی جاسکتی ہیں جبکہ علامہ عبدالستار ہمدانی نے اپنے رسالہ "کہی ان کہی" میں بھی تاریخی حقائق پیش کئے ہیں---- الغرض حضرت احمد رضا نے اپنے والد ماجد اور اس وقت کے جید علماء سے علم حاصل کیا---- حضرت احمد رضا علوم دینیہ کی طرح علوم جدیدہ و قدیمہ پر بھی مہارت رکھتے تھے---- مورخین نے تقریباً" سو (۱۰۰) علوم و فنون میں ان کی مہارت کا ذکر کیا ہے---- وہ جدید سائنس پر بھی گہری نظر رکھتے تھے چنانچہ عالم اسلام کے نامور سائنسدان ڈاکٹر عبدالقدیر خاں فرماتے ہیں----

"حضرت احمد رضا کی ہمہ جہت شخصیت کا ایک اہم پہلو سائنس سے شناسائی بھی ہے سورج کو حرکت پذیر اور محوگردش ثابت کرنے کے ضمن میں آپ کے دلائل بڑے اہمیت کے حامل ہیں----"

(روزنامہ نوائے وقت لاہور' ۱۱ر جون ۱۹۹۹ء)

حضرت احمد رضا عقائد و افکار میں متقدمین اور سلف صالحین کے پیرو تھے---- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کے مقلد اور مشرباً" "قادری" تھے---- انہوں نے علم و فن کے علاوہ مذہب و سیاست میں بھی تجدید و احیاء کے اہم فرائض انجام دیئے اسی بناء پر بعض علماء عرب و عجم نے

یں "چودھویں صدی کا مجدد" قرار دیا----

وہ ہر کلمہ گو کو مسلمان قرار دیتے مگر روح اسلام کو ن اس کے قول و فعل میں جیتا جاگتا دیکھنا چاہتے تھے اس ے ساتھ ساتھ تاریخ و تہذیب اور تمدنی عمل کے پیش نظر اس حد تک چھوٹ دیتے تھے کہ جس حد تک قول و عمل ریعت سے متصادم نہ ہوں---- وہ ہر اس شخص کو جو ن میں نئی نئی باتیں داخل کرتا' بدعتی قرار دیتے اور ہر اس نص کا تعاقب کرتے جو ان کی نظر میں تجدید کے بہانے ے راہ روی اور خرافات ایجاد کرتا----

انہوں نے معاشرہ کی خلاف شرع عادات اور رسوم گہری تنقید کی اور اس طرح تجدید و اصلاح کی ذمہ داری ری کرتے ہوئے اسلامی معاشرہ کو اصلاحی فکر عطا ---- اسلامی معاشرہ کے بعض افراد فرائض و سنن وڑ کر مستحبات و مباحات کے پیچھے لگے رہتے ہیں' ضرت احمد رضا کی نظر میں ایسے لوگوں کی نیکیاں مردود ----

وہ شریعت و طریقت کو الگ الگ خانوں میں تقسیم رنے کے خلاف تھے اس ضمن میں انہوں نے ایک مستقل سالہ "مقال العرفاء" تحریر کیا---- وہ پیری مریدی کے ئل اور اصلاح باطن کے لئے اسے مفید قرار دیتے مگر ں روحانی نظام کے فروغ کی آڑ میں خرافات کے ابلاغ ر غیر شرعی حرکات کے سخت خلاف تھے---- وہ اولیاء د کے مزارات پر حصول برکت کے لئے جانا جائز قرار یتے مگر عورتوں کے مزارات پر جانے کو حرام قرار دیتے ---- حضرت احمد رضا نے غیراللہ کے لئے سجدہ عبادت کفر و شرک اور سجدہ تعظیمی کو حرام قرار دیا ہے----

وہ گھروں میں مجسمے سجانے اور تصاویر لگانے کے بھی خلاف تھے' بعض لوگ "غوث پاک" دیگر اولیاء کرام اور "براق" کی فرضی تصاویر لگاتے ہیں' وہ اس کے سخت خلاف تھے---- مسلمانوں میں فاتحہ' سوئم' چہلم' برسی اور عرس کا عام رواج ہے' حضرت احمد رضا اسے اس کی روح کے ساتھ صحیح اور جائز قرار دیتے لیکن اس میں غیرضروری لوازمات کو بے اصل قرار دیتے ہیں' وہ میت کے ایصال ثواب کے لئے غرباء کو فوقیت دیتے ہیں اور اس کے سخت خلاف ہیں کہ برادری کے لوگوں کو بلا کر انہیں کھانا کھلانے کا اہتمام کیا جائے----

حضرت احمد رضا قبروں پر لوبان' اگربتی وغیرہ جلانے کو مال کا اسراف قرار دیتے ہیں' ان کے نزدیک قبروں پر پھول ڈالنا اور ایصال ثواب جائز ہے مگر ایک سے زائد کپڑے کی چادریں ڈالنے کو منع کرتے ہیں اور چادر کے بدلے صاحب مزار کے نام کی خیرات کرنا اور فقراء کو کھانا کھلانا افضل قرار دیتے ہیں---- وہ آلات موسیقی کے ساتھ قوالیوں کو بھی ناجائز قرار دیتے ہیں جبکہ مزامیر کے بغیر نعت و منقبت کے قائل ہیں' خود ان کا نعتیہ دیوان "حدائق بخشش" کے نام سے مشہور ہے----

ان کا عشق رسول لاثانی تھا انہوں نے ساری زندگی عشق رسول میں گذاری' ان کی ہر تحریر عشق رسول سے نہ صرف لبریز ہے بلکہ فکر عشق رسول عام کرتی نظر آتی ہے' وہ ساری ملت اسلامیہ کو درس محبت دیتے رہے چنانچہ خود فرماتے ہیں

جان کی اکسیر ہے الفت رسول اللہ کا

حضرت احمد رضا نے قرآن مجید کا نہایت سلیس اردو

زبان میں "کنزالایمان" کے نام سے ترجمہ بھی فرمایا تھا جو کہ دیگر تراجم پر ہر طرح حاوی ہے' اس کی فضیلت کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ پاکستان کی سب سے بڑی یونیورسٹی' کراچی یونیورسٹی' نے کنزالایمان کے حوالے سے مقالہ لکھنے پر ڈاکٹر مجیداللہ قادری کو پی۔ ایچ۔ ڈی کی اعلیٰ سند جاری کی ہے----

حضرت احمد رضا نے عالم اسلام کی رہبری و رہنمائی کے لئے اپنی عمر کا زیادہ تر وقت فتاویٰ نویسی میں گذارہ' آپ کے فتاویٰ کا مجموعہ "العطایا النبویہ فی الفتاویٰ الرضویہ" کے نام سے ضخیم مجلدات پر مشتمل ہے' جسے ماہرین علم و فن نے "فقہ حنفیہ" کا جامع انسائیکلوپیڈیا قرار دیا ہے' یہ فتاویٰ اردو' عربی' فارسی اور انگریزی زبان کے علاوہ نثر اور منظوم فتاویٰ پر مشتمل ہے----

حضرت احمد رضا نے دینی اور معاشرتی اصلاح کے علاوہ میدان سیاست میں بھی فکری و تجدیدی کارنامے انجام دیئے' آپ کے افکار سے میدان سیاست کے نامور شہسواروں نے رہنمائی حاصل کی۔ آپ نے سب سے پہلے پٹنہ کے آل انڈیا مسلم کانفرنس کے اجلاس میں اس وقت "دو قومی نظریہ" کا پرچار کیا جب محمد علی جناح اور ڈاکٹر علامہ اقبال بھی متحدہ قومیت کے حامی تھے---- آج کا خوشحال پاکستان' حضرت احمد رضا کے اسی "دو قومی نظریہ" کا ثمر ہے چنانچہ جسٹس (ر) سید غوث علی شاہ مشیر اعلیٰ وزیر اعظم' برائے امور سندھ فرماتے ہیں کہ

"پاکستان کا قیام بھی امام احمد رضا جیسی ہی شخصیات کی قربانیوں کا ثمر ہے----" (معمار پاکستان' صفحہ ۲۸)

چیئرمین سینیٹ آف پاکستان جناب وسیم سجاد فرماتے ہیں کہ

"امام احمد رضا کو بجا طور پر تحریک پاکستان کے اولین فکری معمار کا درجہ دیا جا سکتا ہے----" (روزنامہ جنگ راولپنڈی' اشاعت خاص' ۱۰ر جون ۱۹۹۹ء)

حضرت احمد رضا کے افکار اور ان کے پیش کردہ اصولوں کی روشنی میں آپ کے صاحبزادگان' تلامذہ اور عقیدت مند علماء و مشائخ نے تحریک پاکستان میں جو خدمات سرانجام دیں وہ تاریخ کا ایک انمول باب ہیں' پاکستان کی تحریک کو کبھی فروغ حاصل نہ ہوتا اگر آپ سالوں پہلے مسلمانوں کو ہندوؤں اور انگریز کی چالوں سے باخبر نہ کرتے' ان کے سیاسی افکار تحریک پاکستان کی اساس اول ہیں----

"کنزالایمان" اور "فتاویٰ رضویہ" کے علاوہ تقریباً ہزار کے قریب کتب و رسائل تحریر فرمائے جو کہ ہر علم و فن اور عنوان کا احاطہ کرتے ہیں' شاید ہی کوئی ایسا علم ہو جس میں آپ کی کوئی نہ کوئی فکری تحریر یادگار نہ ہو----

آج کا پرآشوب معاشرہ حضرت احمد رضا اور ان کے افکار کا طالب ہے---- کیونکہ ان کے افکار میں دلوں کا چین ہے---- ان کے افکار میں استحکام ہے---- ان کے افکار میں تحفظ ہے---- ان کے افکار میں استقامت ہے---- ان کے افکار میں سکون ہی سکون ہے---- ان کے افکار اطاعت الٰہیہ اور محبت رسول کا ذریعہ ہیں اور محبت رسول ہی جان ایمان ہے----

امام احمد رضا
اور معاشی خود انحصاری

پروفیسر مجیب احمد
(لکچرار ایف جی انٹر کالج چک لالہ راولپنڈی)

آج مسلم ممالک' بالخصوص پاکستان اپنی تاریخ کے جس دوراہے پر کھڑا ہے یہ اس بات کا منطقی نتیجہ ہے کہ اہل پاکستان نے اپنے اسلاف کی تعلیمات کو پس پشت ڈال دیا ہے۔ دنیا میں شاید ہی کوئی قوم ایسی ہو جو اپنے قائدین اور مفکرین کے افکار و نظریات سے روگردانی کرتی ہوئی ترقی کی منازل طے کر سکے۔ پاکستان میں آجکل جو قومی غیرت و حمیت' خودانحصاری اور خودکفالت کی صدائیں بلند ہو رہی ہیں' بڑے افسوس سے کہناپڑتا ہے کہ یہ صدائیں ہمارے اسلاف کے افکار و نظریات سے ہم آہنگ نہیں ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان میں وہ خلوص' توانائی اور خود اعتمادی بھی نہیں ہے جو پاکستانی عوام کو جذبہ تعمیر اور ایثار و قربانی کے لئے راغب کر سکے۔ تحریک آزادی ہند اور تحریک پاکستان میں علمائے کرام اور مشائخ عظام نے ان تحاریک میں حصہ لیا ان کا مقصد صرف اور صرف ایک اسلامی اور فلاحی ریاست کے قیام کے ذریعے جنوبی ایشیاء کے مسلمانوں کی آزادی اور فوز و فلاح تھا۔ مولانا شاہ احمد رضا خاں قادری بریلوی رحمتہ اللہ علیہ (۱۸۵۶ء-۱۹۲۱ء) کا شمار بھی انہی عظیم ہستیوں میں ہوتا ہے جنہوں نے جنوبی ایشیاء کے مسلمانوں کی فلاح و نجات کے لئے دو قومی نظریہ کی بنیاد رکھی اور مسلمانوں کو انگریزی سامراج اور ہندو سے الگ رہ کر اپنے دینی اور ملی تشخص کو قائم رکھنے کی ضرورت پر زور دیا۔ مولانا احمد رضا خاں علیہ الرحمہ کے سیاسی نظریات' قیام پاکستان کے لئے جذبہ محرکہ ثابت ہوئے تاہم مسلمانوں کی معاشی رہنمائی اور فلاح کے لئے جو لائحہ عمل انہوں نے مرتب کیا وہ مسلمانوں نے روز اول ہی سے درخوراعتنا نہ سمجھا۔ جس کا نتیجہ آج ہمارے سامنے ہے کہ پاکستان اور دوسرے اسلامی ممالک اپنی معاشی اور اقتصادی آزادی کے لئے غیروں کے دست نگر بنے ہوئے ہیں۔

مسلمانوں کی اقتصادی زبوں حالی اور معاشی بدحالی کو دور کرنے کے لئے مولانا احمد رضا خاں علیہ الرحمہ نے ۱۹۱۲ء میں ایک مختصر رسالہ لکھا جس کا نام "تدبیر فلاح و نجات و اصلاح" ہے۔ اس رسالہ میں انہوں نے اسلامی قومی انقلاب اور بحالی امت کے لئے چار نکاتی پروگرام پیش کیا۔ جس کی اہمیت و افادیت آج کے دور میں بھی مسلمہ ہے۔

۱- علم دین کی ترویج و اشاعت کی جائے۔

۲۔ ان امور کے علاوہ جن میں حکومت دخل انداز ہے، مسلمان اپنے معاملات باہم فیصل کریں تاکہ مقدمہ بازی میں جو کروڑوں روپے خرچ ہو رہے ہیں بچائے جا سکیں۔

۳۔ خوشحال مسلمان اپنے بھائیوں کے لئے بینک قائم کریں۔

۴۔ مسلمان اپنی قوم کے سوا کسی سے کچھ نہ خریدیں

مولانا احمد رضا خاں علیہ الرحمہ نے ان نکات کے ذریعے، مسلمان قوم کو براہ راست خطاب کیا ہے کیونکہ حکومتوں کی اپنی سیاسی مجبوریاں اور مفادات ہوتے ہیں جن کی وجہ سے وہ کسی قسم کی تحریک یا انقلاب کے لئے جدوجہد کرنے سے احتراز کرتی ہیں۔ جبکہ عوام کا معاملہ اس کے برعکس ہے اگر ان کی صحیح طور پر رہنمائی اور تربیت کی جائے تو وہ بڑے سے بڑے انقلاب کی راہ ہموار کر سکتے ہیں۔

اہل پاکستان کے لئے ان نکات میں ایک واضح لائحہ عمل اور معاشی خوشحالی اور خود انحصاری کا مکمل پروگرام پنہاں ہے۔ اگر اہل پاکستان اسلامی نظام حیات پر شعوری طور پر ایمان لاتے ہوئے اپنے آپ کو صبغۃ اللہ اور اسوہ حسنہ کے رنگ میں ڈھال لیں تو اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کے مطابق ان کو فکر معاش سے آزاد کردے گا۔ اسلامی نظام حیات کی منزل کی جانب سفر میں اولین قدم کے طور پر، پاکستان میں اسلامی معاشی نظام رائج کرنا ہوگا۔ حرام ذرائع آمدنی کو مکمل طور پر ختم کر کے حصول رزق حلال کو سہل اور آسان بنا کر "عین عبادت" بنانا ہوگا۔ اپنی تمام افرادی قوت کو منظم اور متحرک کر کے پیداواری عمل میں شریک کرنا ہوگا تاکہ معاشرے کا ہر فرد اپنی جسمانی، ذہنی اور روحانی صلاحیتوں کو ملک و قوم کی خدمت میں صرف کر سکے۔ مختلف مواقع پر اہل پاکستان نام و نمود کے لئے جو فضول خرچی کرتے ہیں، حکومتی سطح پر جو غیر پیداواری اخراجات کئے جاتے ہیں، ان کو ختم کرنا ہوگا۔ بچتوں کو فروغ دینا ہوگا تاکہ انفرادی اور اجتماعی خوشحالی کی راہ ہموار ہو سکے۔

آج کی جدید دنیا میں معیشت کے استحکام کے لئے ایک اچھے اور منظم نظام بینک کاری کی اہمیت اور افادیت سے انکار ممکن نہیں۔ مولانا احمد رضا خاں رحمتہ اللہ علیہ نے ۱۹۱۲ء میں جس نظام بینک کاری کا تصور دیا تھا اس کی بنیاد اسلامی نظام معیشت پر تھی اور اس کا مقصد یہ تھا کہ مسلمانوں کو فضول خرچی سے روکا جائے۔ ان میں بچت کی عادت کو فروغ دیا جائے تاکہ وہ اپنی بچت، بینک میں جمع کرائیں جس سے مسلمان سرمایہ کار، مختلف کاموں میں سرمایہ کاری کریں۔ اس سے مسلمانوں کی انفرادی اور اجتماعی زندگی میں خوشگوار معاشی انقلاب آئے گا۔ آج اگر مسلم ممالک اور پاکستان کے عوام اپنی بچتیں، غیرملکی بینکوں میں رکھنے کی بجائے، ملکی بینکوں میں رکھیں تو اس کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہوگا کہ مسلم ممالک اور پاکستان کو بیرونی قرضے کم سے کم لینے پڑیں گے تاہم اس کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ مسلم ممالک اور پاکستان میں نظام بینک کاری کو اسلامی نظام معیشت کی روشنی میں از سر نو تشکیل دیا جائے اور ملکی سرمایہ کو ملک میں ہی سرمایہ کاری کے لئے استعمال کیا جائے۔

مولانا احمد رضا خاں علیہ الرحمہ نے اپنے چار نکاتی پروگرام میں اس بات پر بھی زور دیا ہے کہ مسلمان ملازمت

کرنے کی بجائے سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اتباع میں تجارت کریں اور صرف مسلمان تاجروں سے ہی خریداری کریں۔ تاکہ انکی معاشی حالت بہتر ہونے کے ساتھ ساتھ انکے باہمی دینی و سماجی روابط میں بھی گرم جوشی اور مضبوطی آئے۔

مولانا احمد رضا خاں رحمتہ اللہ علیہ کی تجویز میں مسلم ممالک خصوصاً" پاکستان کے معاشی تحفظ و استحکام' غیر ملکی اداروں کے استحصال اور اجارہ داری سے نجات حاصل کرنے کا واضح اور ٹھوس طریقہ کار موجود ہے۔ اہل پاکستان اگر آج سے یہ عہد کریں کہ وہ صرف اور صرف ملکی مصنوعات ہی خریدیں گے تو اس سے ایک فائدہ تو یہ ہوگا کہ عوام میں جذبہ حب الوطنی فروغ پائے گا اور دوسرا اہم فائدہ یہ ہوگا کہ اس سے ملکی دولت اور منافع ملک میں ہی رہے گا۔ صنعتی ترقی کی رفتار تیز ہوگی' زرعی شعبے کو تقویت ملے گی' ذرائع روزگار میں اضافہ ہوگا' لوگوں کی معاشی حالت میں بہتری آئے گی' انفرادی اور اجتماعی گداگری کا خاتمہ ہوگا' ملک میں معاشی استحکام آئے گا جس کا لازمی نتیجہ سیاسی اور سماجی استحکام کی صورت میں سامنے آئے گا۔

مولانا احمد رضا خاں رحمتہ اللہ علیہ کے یہ چار نکات ایک آزاد اور خودمختار مسلم معاشی مارکیٹ کا خاکہ بھی پیش کرتے ہیں جس کو عملی شکل دینے سے مسلم ممالک عالمی اداروں کے استحکام اور دباؤ سے ہمیشہ کے لئے آزادی حاصل کرسکتے ہیں۔

مولانا احمد رضا خاں رحمتہ اللہ علیہ کی تمام تر تعلیمات خصوصاً" معاشی افکار و نظریات جن کا براہ راست تعلق خود کفالت اور خوانحصاری سے ہے ان کے ایک نعتیہ شعر میں بھی یکجا ہو کر سامنے آتے ہیں۔ مولانا احمد رضا خاں رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں

تیرے ٹکڑوں سے پلے غیر کی ٹھوکر پہ نہ ڈال
جھڑکیاں کھائیں کہاں چھوڑ کے صدقہ تیرا

شعر میں "غیر کی ٹھوکر" اور "جھڑکیاں کھائیں" کے الفاظ قابل غور ہیں۔ اگر اہل پاکستان صرف اس شعر کے مطالب و مفاہیم سمجھ کر اس پر عمل کرنا شروع کردیں تو وہ بہت جلد خودکفالت اور خود انحصاری کی منزل حاصل کرلیں گے۔
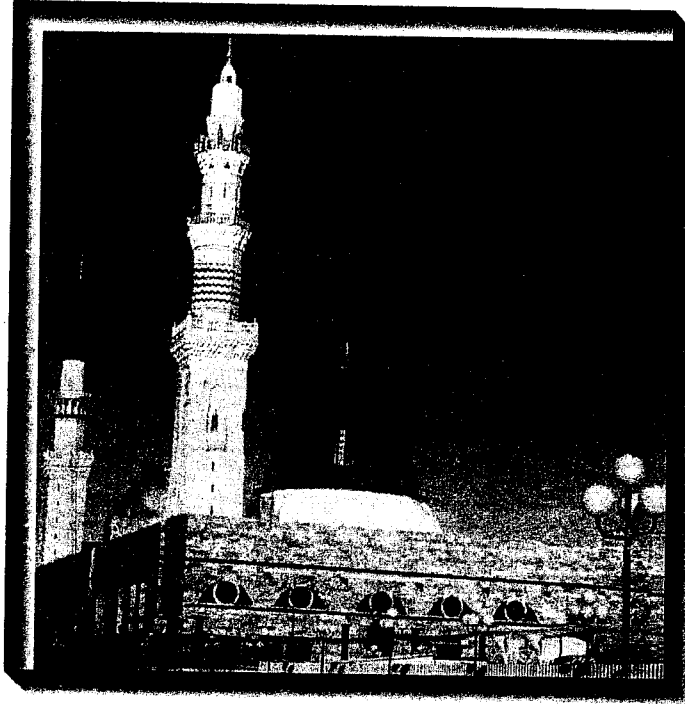
ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا (رجسٹرڈ) پاکستان

مرتبہ، سید محمد خالد قادری
سید زاہد اللہ قادری

امام احمد رضا گولڈ میڈل ریسرچ ایوارڈ ۱۹۹۹ء

☆

ادارہ اپنی روایات کے مطابق امسال بھی امام احمد رضا کے حوالے سے تحقیقی مقالات لکھ کر ڈاکٹریٹ (Ph.D) کرنے والے دو افاضل کو "امام احمد رضا گولڈ میڈل ریسرچ ایوارڈ ۱۹۹۹ء" پیش کر رہا ہے۔ ڈاکٹر انوار احمد خاں (استاد شعبہ اسلامیات' سندھ یونیورسٹی' جامشورو سندھ) نے سندھ یونیورسٹی سے پروفیسر ایس۔ ایم۔ سعید (ڈین فیکلٹی آف اسلامک کلچر) کی نگرانی میں درج ذیل عنوان پر مقالہ لکھ کر ڈاکٹریٹ کی سند حاصل کی ہے۔

"مولانا احمد رضا خاں بریلوی کی
فقہی خدمات کا تحقیقی جائزہ"

جبکہ ڈاکٹر سراج احمد بستوی نے کانپور یونیورسٹی' کانپور (بھارت) سے پروفیسر سید ابوالحسنات حقی (صدر شعبہ اردو' کانپور یونیورسٹی) کی سرپرستی میں درج ذیل عنوان پر مقالہ پیش کر کے ڈاکٹریٹ کی سند حاصل کی۔

"مولانا احمد رضا خاں بریلوی کی نعتیہ شاعری"

موصوف کا مقالہ ہندوستان سے شائع بھی ہوچکا ہے جس کا ایک نسخہ ادارہ کی لائبریری میں موجود ہے۔

☆

ڈھاکہ یونیورسٹی' ڈھاکہ (بنگلہ دیش) میں مولانا عبدالصمد کا امام احمد رضا کے حوالے سے پی۔ ایچ۔ ڈی کے لئے حال ہی میں رجسٹریشن ہوا ہے۔

ڈاکٹر مولانا امجد رضا خان نے ویر کنور سنگھ یونیورسٹی' بہار (بھارت) سے پروفیسر طلحہ برق رضوی کی نگرانی میں درج ذیل عنوان سے مقالہ لکھ کر ڈاکٹریٹ کی اعلیٰ سند حاصل کرلی ہے۔

"امام احمد رضا کی فکری تنقیدیں"

ادارہ آئندہ برس موصوف کو گولڈ میڈل پیش کرے گا۔

الازہر یونیورسٹی (مصر) شعبہ اردو ادب کے استاد پروفیسر حازم محمد احمد ازہری' پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد کی مرتبہ "انتخاب حدائق بخشش" کا عربی ترجمہ کر رہے ہیں۔ موصوف اس سے قبل امام احمد رضا کا عربی دیوان "بساتین الغفران" کے نام سے مرتب کر چکے ہیں جبکہ امام احمد رضا پر درج عنوانات پر مقالات لکھ رہے ہیں۔

☆ **شیخ مشائخ التصوف الاسلامی و اعظم شعراء**

☆ **الدراسات الرضویہ فی مصر العربیہ**

☆ **بحث علمی مخطوط مدرستہ بریلی الاسلامیتہ لفکریتہ**

☆ **قصیدۃ سلامیتہ** (سلام رضا کا عربی ترجمہ)

مصر کے نامور محقق و ادیب اور شاعر ڈاکٹر حسین مجیب مصری (استاذ کلیتہ الادب، جامعہ عین شمس و عمید دراسات الادب الاسلامی القارن، مصر) نے فاضل بریلوی کے حوالے سے ایک تحقیقی مقالہ بعنوان

"مولانا احمد رضا خاں کما عرفتہ"

تحریر فرمایا ہے، جو کہ قاہرہ کے ہفت روزہ "آفاق العربیہ" میں شائع ہوا ہے جسے ادارہ امسال اپنے سالنامہ معارف رضا شمارہ (۱۹) میں شائع کر رہا ہے۔ موصوف عربی میں شرح سلام رضا بھی تحریر فرما رہے ہیں۔ الازہر یونیورسٹی کے ڈاکٹر رزق مرسی ابوالعباس (استاد شعبہ عربی لغت و ادب) بھی امام احمد رضا پر مقالہ تحریر فرما رہے ہیں جس کا عنوان ہے۔

"الامام محمد احمد رضا مصباح ہندی بلسان عربی"

الحمدللہ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کی علمی و تحقیقی کوششوں سے دیگر جامعات کی طرح جامعہ الازہر، مصر میں بھی امام احمد رضا پر بھرپور کام شروع ہوچکا ہے جس کی تفصیلات ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری نے اپنے رسالہ "امام احمد رضا اور جامعہ الازہر" میں پیش کی ہیں جو کہ بزم رضویہ لاہور نے شائع کر دیا ہے۔

☆ ---- ڈاکٹر مجید اللہ قادری کا مقالہ ڈاکٹریٹ امسال ادارہ نے کتابی صورت میں شائع کر دیا ہے۔ ماہر رضویات ڈاکٹر محمد مسعود احمد کی سوانح امام احمد رضا کے حوالے سے اہم کتاب "حیات مولانا احمد رضا خاں بریلوی" ---- ڈاکٹر مجید اللہ قادری اور میاں محمد مسرور نقشبندی کے مقالات پر مشتمل رسالہ "مجدد الف ثانی، امام احمد رضا اور حضرات نقشبندیہ" ---- امام احمد رضا کا دیوان "حدائق بخشش" کا جدید و خوبصورت اور اغلاط سے مبرا ایڈیشن ---- ڈاکٹر غلام یحییٰ مصباحی کا مقالہ ڈاکٹریٹ "مولانا احمد رضا خاں کی علمی و ادبی خدمات" ---- علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری کا عربی رسالہ **"الامام احمد رضا علی میزان الانصاف فی ظلال الفتاوی الرضویہ"** بھی ادارہ شائع کر رہا ہے جبکہ علامہ فیض احمد اویسی رضوی کا رسالہ **"الاحادیث السنیہ فی** الفتاویٰ الرضویہ" بھی شائع ہوگا۔

☆ ---- ادارہ سنی دنیا بریلی شریف نے **"الدولتہ المکیہ"** کا عربی ایڈیشن شائع کیا ہے ---- رضا اکیڈمی ممبئی نے **المجمع** الاسلامی مبارکپور کے اشتراک سے امام احمد رضا کا نایاب رسالہ **"الکشف شافیا حکم فونو جرافیا"** شائع کیا ہے جسے کراچی سے "الرابطہ انٹرنیشنل" (۲۳ جاپان مینشن ریگل صدر کراچی) نے بھی شائع کر دیا ہے ---- ڈاکٹر اقبال احمد اخترالقادری کا مقالہ "احمد رضا بریلوی اور حکومت پاکستان" لاہور سے بزم رضویہ نے شائع کیا ہے ---- لاہور کی بزم عاشقان مصطفیٰ نے ڈاکٹر مجید اللہ قادری کا مقالہ "امام احمد رضا اور علماء بلوچستان" جبکہ رضا اسلامک سینٹر ڈیرہ غازی خان نے "امام احمد رضا اور علماء ڈیرہ غازی خان" شائع کئے ہیں ---- ادارہ مسعودیہ کراچی نے "امام احمد رضا اور عالمی جامعات" کا جدید اور اضافہ شدہ ایڈیشن شائع کیا ہے ---- دارالعلوم امجدیہ کراچی نے عرس رضوی پر ایک خوبصورت مجلّہ "رفیق العلم" شائع کیا ہے ---- ادارہ

معارف نعمانیہ اور حزب القادریہ لاہور نے رسالہ "**طرد الافاعی عن حمی هاد رفع الرفاعی**" کا عربی ایڈیشن شائع کیا ہے---- مفتی اعظم عراق و خطیب دربار غوث الاعظم (بغداد) علامہ بکر عبدالرزاق السامرائی اور خطیب جامع مسجد امام اعظم (بغداد) علامہ ڈاکٹر عبدالغفور محمد **طلحہ القیسی** گذشتہ دنوں پاکستان تشریف لائے تو ادارہ کے ایک وفد نے مولانا سرفراز احمد اخترالقادری کی سربراہی میں ملاقات کی اور ادارہ کی مطبوعات پیش کیں---- ادارہ کی کاوشوں سے امسال بھی پاکستان کے تمام ہی اخبارات نے یوم رضا پر "امام احمد رضا ایڈیشن" شائع کئے ہیں---- علامہ فیض احمد اویسی کی "شرح حدائق بخشش" کی ۱۳ جلد شائع ہو چکی ہیں جبکہ رضا فاؤنڈیشن لاہور کی جدید و تخریجی فتاویٰ رضویہ کی اشاعت جلد ۱۵ تک پہنچ چکی ہے---- علامہ جلال الدین قادری نے سلام رضا کے چند اشعار کی شرح شائع کی ہے---- کراچی سے جمعیت اشاعت اہلسنت نے رسالہ "اعتقاد الاحباب" جدید تدوین کے ساتھ شائع کیا ہے' سبزواری پبلشرز نے رسالہ "خیرالامال" شائع کیا ہے---- عرب کے ممتاز عالم و محقق علامہ ڈاکٹر سید محمد بن علوی مالکی مکی پاکستان تشریف لائے تو ادارہ کے ڈاکٹر محمد مسعود احمد' ڈاکٹر مجید اللہ قادری' سید وجاہت رسول قادری اور حاجی عبداللطیف قادری نے ملاقات کر کے امام احمد رضا کی مطبوعات پیش کیں' علامہ موصوف نے بھی اپنی تصانیف ادارہ کی لائبریری کے لئے عنایت کیں---- علامہ مفتی محمد حنیف رضوی نے "امام احمد رضا اور علم حدیث" کے حوالے سے ایک تحقیقی و علمی مقالہ تحریر فرمایا ہے جس میں امام احمد رضا کے زیر مطالعہ رہنے والی تقریباً" ۲۴۰ کتب احادیث کی تفصیل پیش کی گئی ہے۔

☆

سال ۹۸/۱۹۹۹ء میں درج ذیل علماء و مشائخ' ریسرچ اسکالرز اور مقتدر شخصیات نے ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی/ اسلام آباد کا دورہ کیا----

○---ڈاکٹر سید حازم محمد احمد **المحفوظ** (جامعہ الازہر)---- مخدوم گرامی ڈاکٹر امین میاں برکاتی (سجادہ نشین مارہرہ شریف)---- علامہ فیض احمد اویسی (بہاولپور)---- علامہ عبدالحکیم شرف قادری (لاہور)---- علامہ پیر علاؤ الدین صدیقی (چانسلر محی الدین اسلامی یونیورسٹی آزاد کشمیر)---- علامہ مفتی محمد خان قادری (لاہور)---- علامہ مفتی محمد مکرم (دہلی)---- مولانا محمد حنیف رضوی (مبارکپور)---- الحاج محمد سعید نوری (رضا اکیڈمی' ممبئی)---- علامہ محمد ذاکر (بنگلہ دیش)---- مولانا سید محمد میاں قادری (بغداد)---- ڈاکٹر جلال الدین نوری (جامعہ کراچی)---- ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی (انڈیا)---- محمد زبیر قادری (ممبئی)---- رضا الدین صدیقی (لاہور)---- علامہ مشتاق احمد شاہ ازہری---- ڈاکٹر محمد مالک (ڈیرہ غازی خان)---- علامہ جی اے حق محمد (اسلام آباد)---- میاں انوار الحق رامے (وفاقی پارلیمانی سیکریٹری حکومت پاکستان)---- سردار ابراہیم خان (صدر آزاد کشمیر)---- سینیٹر مولانا عبدالستار خان نیازی---- چوھدری اکرم انصاری (ایم۔ این۔ اے)---- ڈاکٹر ظفر اقبال نوری---- علامہ عبدالرزاق بھترالوی---- طارق سلطانپوری---- حاجی حنیف طیب---- ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی---- پروفیسر مجیب احمد

Our Best Congratulation

on

Imam Ahmed Raza Conference

from

M/s. Haji Razak Haji Habib Janoo

13th Floor, Chapal Plaza, Hasrat Mohani Road,
P.O. Box No. 4202, Karachi-2 (Pakistan)

رضا بریلوی کی سخن پروری

پروفیسر محمد طفیل سالک
(استاد گورنمنٹ کالج لاہور)

محمد مظہر کامل ہے حق کی شان عزت کا
نظر آتا ہے اس کثرت میں کچھ انداز وحدت کا

اس میں ذرہ بھر مبالغہ نہیں عصر حاضر کے نعتیہ ادب میں جو مقبولیت اور ہر دلعزیزی اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان المتخلص بہ رضا بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کو ملی ہے بہت ہی کم کسی کے حصے میں آئی ہے۔ آپ برصغیر ہی نہیں دنیا کے کسی بھی ایسے خطے میں چلے جائیں جہاں اردو زبان جاننے اور بولنے والے دو چار حضرات موجود ہیں وہاں آپ کو غلامان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نجی و اجتماعی زندگیاں اور ان کی دینی و علمی محافل، سیاسی و سماجی تقریبات اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کے کلام سے جگمگاتی نظر آئیں گی۔

"مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام"

ایک روایتی سلام ہی نہیں بلکہ اس کی وسعت معانی اور ندرت مبانی کا جواب نہیں۔ اور اسے اس قدر قبولیت عامہ حاصل ہے کہ آج کوئی شہر کوئی قصبہ اور کوئی قریہ ایسا نہیں ہوگا جہاں بچے، بوڑھے، جوان، مرد و عورتیں مل کر ذوق و شوق اور جوش و خروش سے یہ ترانہ محبت گاتے ہوئے نظر نہ آئیں۔ حقیقت یہ ہے کہ جب یہ عنادل جان رحمت کے نغموں سے لب ریز ہوتے ہیں تو گلشن محبت میں عجب دلربا سماں پیدا ہوجاتا ہے۔

میں نے سنا ہے کہ دیوبند کے مشہور عالم دین علامہ محمد اعزاز علی دیوبندی جن کی کئی گرانقدر تصانیف اور بلند پایہ حواشی ہماری درسیات میں داخل ہیں، نے جب یہ سلام سنا تو تڑپ کے رہ گئے اور حسرت سے کہنے لگے کہ کاش یہ سلام لکھنے والا کوئی ہمارے اکابر میں سے ہوتا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہی سلام اعلیٰ حضرت کی فکر کے ماتھے کا جھومر اور آخرت میں ان کی شفاعت اور بلندی درجات کی دلیل ہے۔ جسے عالم بالا میں وہ قدسیوں کے ساتھ گاتے نظر آئیں گے۔

مجھ سے خدمت کے قدسی کہیں ہاں رضا
مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام

اس شہرہ آفاق سلام رحمت کے علاوہ حدائق بخشش کے نعتیہ کلام کا ایک ایک شعر حضور سے محبت و عقیدت کا مہکتا ہوا پھول ہے جس کی عطر بیزی اور مشکبوئی سے مشام جاں معطر ہوئے بغیر نہیں رہتی۔ اس میں وہ حضور منبع و حسن و نور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیکر جمال و کمال کا ذکر بار

بار جھوم جھوم کر اور مزے لے لے کر کرتے نظر آتے ہیں۔ اور گیسوئے مبارک سے لے کر پائے اقدس تک اس رشک یوسف پیکر جمیل کے ایک ایک عضو کا مضمون اس انداز سے باندھتے ہیں کہ پڑھنے اور سننے والے کو وجد آجاتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی وہ حضور کی شان لولاک' آپ کے مقام محبت' افضلیت و اکملیت اور اولیت کو مختلف پیرایوں سے اجاگر کرتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مدار ایمان اور اساس ایقان ٹھہرانے کے بعد اپنے مخصوص انداز میں فرماتے ہیں۔

نور اللہ کیا ہے محبت حبیب کی
جس دل میں یہ نہ ہو وہ جگہ خوک و خر کی ہے

اس فکر کے لئے سند کے طور پر اسی نظم میں تاریخ اسلام کی دو عظیم ترین شخصیات اور ان کے فکر و عمل کے دائروں کو واضح کرنے والے دو روشن ترین واقعات کی تلمیح بیان کرتے ہیں۔ یہ رشک عظمت شخصیات حضرت سیدنا ابوبکر صدیق اور سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذوات قدسی صفات ہیں۔ ذرا دیکھئے کہ ان کے حوالے سے کیا مضمون بیان ہو رہا ہے۔ فرماتے ہیں۔

مولا علی نے واری تیری نیند پر نماز
اور وہ بھی عصر سب سے جو اعلیٰ خطر کی ہے

صدیق بلکہ غار میں جاں اس پہ دے چکے
اور حفظ جاں تو جان فروض غرر کی ہے

اور اس سے جو نتیجہ نکالتے ہیں وہ کیا ہے؟ فرماتے ہیں۔

ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں
اصل الاصول بندگی اس تاجور کی ہے

میرے خیال میں یہ فکر و نظر کی معراج ہے۔ جس پر کوئی اہل محبت ہی پہنچ سکتا ہے۔ یعنی وہ جس کا سینہ اللہ تعالیٰ نے اپنی اور اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے نور سے منور کر دیا ہے۔ یہی شرح صدر ہے۔ یہی نور ایمان ہے اور یہی حقیقت اسلام ہے۔ **افمن شرح اللہ صدرہ الاسلام فھو علی نور من ربہ**

اور اسی کے باعث حضور کے صدقے میں رفعت ذکر بھی حاصل ہوتی ہے۔ جو کوئی جتنا حضور کے ذکر کو بلند کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اتنا ہی اس کے ذکر کو بلند کرتا ہے۔

دنیا میں ہوتا ہے جہاں نام رسول خدا بلند
ان محفلوں کا مجھ کو نمائندہ کر دیا

سرکار دو جہان کا بنا کر مجھے غلام
میرا بھی نام تا ابد زندہ کر دیا

حقیقت یہ ہے کہ جو بات اعلیٰ حضرت نے اپنے ممدوح اور بانی سلسلہ عالیہ قادریہ غوث الاعظم حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ النورانی کے بارے میں کہی ہے۔ وہ خود ان کے اپنے اوپر صادق آتی ہے۔

ورفعنا لک ذکرک کا ہے سایہ تجھ پر
بول بالا ہے تیرا ذکر ہے اونچا تیرا

فاضل بریلوی کے نظریہ تعلیم کی خصوصیات

محمد سلیم اللہ جندران، منڈی بہاؤ الدین

امام احمد رضا علیہ الرحمہ کی علمی شخصیت جہاں متعدد جہات اور گوناگوں صفات سے متصف ہے وہاں آپ میں ایک عظیم فلسفی و اسلامی مفکر اور ماہر تعلیم کی جہت بھی نمایاں ہے۔ جہاں آپ نے زندگی کے ہر شعبہ میں روشن اسلامی اصول عطا کئے ہیں وہیں شعبہ تعلیم کو بھی روشن نظریات عنایت کئے جن میں سے چند پیش کئے جا رہے ہیں۔

ا۔ مقصود علم

"**طلب العلم فریضتہ**" کے تحت امام احمد رضا فرماتے ہیں کہ مسلمان مرد و عورت پر طلب علم کی فرضیت انہی علوم پر ہے جن کا تعلم فرض عین ہو اور ان علوم کا سیکھنا فرض عین ہے جن کی طرف انسان بالفعل اپنے دین میں محتاج ہو۔

۲۔ علم کے لقب کا استحقاق

امام احمد رضا فرماتے ہیں "علما وارث انبیاء کے ہیں۔ انبیاء نے درم و دینار ترکہ میں نہ چھوڑے علم اپنا ورثہ چھوڑا ہے یہ وہی عظیم دولت' نفیس مال ہے جو انبیاء علیہم السلام نے اپنے ترکہ میں چھوڑا۔۔۔۔ اس کے جاننے والے کو لقب عالم و مولوی کا استحقاق ورنہ مذموم و بد ہے جیسے فلسفہ و نجوم یا لغو و فضول جیسے قافیہ و عروض یا کوئی دنیا کا کام جیسے نقشہ و مساحت بہرحال ان فضائل کا مورد نہیں نہ اس کے صاحب کو عالم کہیں سکیں۔"

۳۔ استاد و معلم کے حقوق

فاضل بریلوی فرماتے ہیں "عالم کا جاہل اور استاد کا شاگرد پر ایک سا حق ہے برابر اور وہ یہ کہ اس سے پہلے بات نہ کرے اور اس کے بیٹھنے کی جگہ اس کی غیبت میں بھی نہ بیٹھے اور چلنے میں اس سے آگے نہ بڑھے۔ آدمی کو چاہئے کہ اپنے استاد کے حقوق واجب کا لحاظ رکھے اپنے مال میں کسی چیز سے اس کے ساتھ بخل نہ کرے یعنی جو کچھ اسے درکار ہو بخوشی خاطر حاضر کرے اور اس کے قبول کر لینے میں اس کا احسان اور اپنی سعادت جانے۔"

۴۔ استاد کی تعظیم

امام احمد رضا فرماتے ہیں "استاد کی تعظیم سے ہے کہ وہ اندر ہو اور یہ حاضر ہو تو اس کے دروازہ پر ہاتھ نہ مارے بلکہ اس کے باہر آنے کا انتظار کرے اگر استاد کسی

خلاف شرع بات کا حکم کرے ہرگز نہ مانے مگر اس نہ ماننے میں گستاخی و بے ادبی سے نہ پیش آئے بکمال عاجزی وزاری معذرت کرے۔"

۵۔ استاد کا انکار

امام احمد رضا فرماتے ہیں "استاد کا انکار کفران نعمت ہے اور کفران نعمت موجب سزا و عقوبت۔"

اگر کوئی صاحب اہل علم ہو کر اپنے استاد مربی کا انکار کرے تو آپ فرماتے ہیں "اگر اس شخص نے بلاوجہ شرعی محض تکبر و عناد کے سبب وہ الفاظ کہے تو ضرور گنہگار اور سخت مواخذہ کا سزاوار ہوگا۔"

۶۔ استاد کے لئے اعزاز و امتیاز

ایک ایسا شخص کہ تمام شہر کا استاد ہے اس کے لئے اعزاز و امتیاز امام احمد رضا خاں جائز قرار دیتے ہیں۔ تصریح فرماتے ہیں علماء، سادات کو رب العزۃ عز وجل نے اعزاز و امتیاز بخشا تو ان کا عام مسلمانوں سے زیادہ اکرام امر شرع کا امتثال اور صاحب حق کو اس کے حق کا ایفا ہے۔ فرماتے ہیں کہ اللہ جل و علا نے ہی علماء و جہلاء کو برابر نہ رکھا تو مسلمانوں پر بھی ان کا امتیاز لازم اسی باب سے ہے۔

ام المومنین صدیقہ رضی اللہ عنہا کی مثال پیش کرتے ہیں کہ ان کی خدمت اقدس میں ایک سائل کا گذر ہوا اسے ایک ٹکڑا عطا فرما دیا۔ ایک شخص خوش لباس شاندار گذرا اسے بٹھا کر کھانا کھلایا اس بارے میں استفسار پر ام المومنین صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیش فرمایا:

"ہر شخص سے اس کے مرتبہ کے لائق برتاؤ کرو۔"

ہاں! امام صاحب یہ ضرور لکھتے ہیں کہ علماء و سادات کو یہ ناجائز و ممنوع ہے کہ آپ اپنے لئے سب سے امتیاز چاہیں اور اپنے نفس کو اور مسلمانوں سے بڑا جانیں کہ یہ تکبر ہے اور تکبر بندہ کے حق میں گناہ اکبر ہے۔"

۷۔ کتاب کی تعظیم و تکریم

آپ تصریح فرماتے ہیں "کتاب پر دوات رکھنا منع ہے مگر جب لکھتے وقت ضرورت ہو---- اگر کسی صندوق یا الماری میں کتابیں رکھی ہوں تو ادب یہ ہے کہ اس کے اوپر کپڑے نہ رکھے جائیں۔"

۸۔ سند علم کی حیثیت

امام احمد رضا فرماتے ہیں "سند کوئی چیز نہیں۔ بہترے سندیافتہ محض بے بہرہ ہوتے ہیں اور جنھوں نے سند نہ لی ان کی شاگردی کی لیاقت بھی ان سند یافتوں میں نہیں ہوتی۔ علم ہونا چاہیے۔" حدیث پاک کا حوالہ دیتے ہیں "جو بغیر علم کے قرآن کے معنی کہے وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ بنا لے۔"

۹۔ بوسیدہ کتابوں کو جلانا

فرماتے ہیں "احراق مصحف بوسیدہ وغیرہ متفع علماء میں مختلف فیہ ہے اور فتویٰ اس پر ہے کہ جائز نہیں---- ایسے مصاحف کو پاک کپڑے میں لپیٹ کر دفن کرنا چاہئے"

۱۰۔ عبارت کتب میں الفاظ کا اضافہ

امام احمد رضا خاں براہ سخن پروری عبارت کتب میں اپنی طرف سے چند الفاظ داخل کر کے علماء کرام اور حتیٰ کہ استاد عظام خود کو دھوکہ دینے کے متعلق فرماتے ہیں:

"سخن پروری یعنی دانستہ باطل پر اصرار و مکابرہ ایک

کبیرہ۔ کلمات علماء میں کچھ الفاظ اپنی طرف سے الحاق کر کے ان پر افتراء دوسرا کبیرہ۔ علماء کرام اور خود اپنے اساتذہ کو دھوکہ دینا خصوصا" امر دین میں تیسرا کبرہ۔ یہ سب خصلتیں یہود لعنھم اللہ تعالیٰ کی ہیں۔"

"قال اللہ تعالیٰ ولا تلبسوالحق باالباطل و تکتمو الحق وانتم تعلمون○"

۱۱۔ مختلف زبانوں میں قرآن پاک کے تراجم

قرآن شریف میں عربی عبارت کے نیچے اردو میں ترجمہ اور انگریزی یا بنگلہ زبان میں مطالب و شان نزول اور تصص کے لکھنے کے متعلق امام احمد رضا ایک استفتاء کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

"(یہ) جائز ہے جبکہ فائدے مطابق شرع ہوں۔"

۱۲۔ ہندی و انگریزی زبان کی تدریس

امام احمد رضا ارشاد فرماتے ہیں:

"غیر دین کی ایسی تعلیم کہ تعلیم ضروری دین کو روکے مطلقاً" حرام ہے۔ فارسی ہو یا انگریزی یا ہندی---- عقائد باطلہ کہ فلسفہ قدیمہ جدیدہ میں ہیں ان کا پڑھنا پڑھانا حرام ہے کسی زبان میں ہو---- اگر جملہ مفاسد سے پاک ہو تو علوم آلیہ مثل ریاضی و ہندسہ و حساب و جبر و مقابلہ و جغرافیہ و امثال ذلک ضروریات دینیہ سیکھنے کے بعد سیکھنے کی کوئی ممانعت نہیں کسی زبان میں ہو اور نفس زبان کا سیکھنا کوئی حرج رکھتا ہی نہیں۔"

۱۳۔ انگریزی زبان کی تدریس و تعلیم موجب اجر

امام احمد رضا خاں کے نزدیک حسن نیت سے سیکھی گئی انگریزی زبان کی تعلیم بموجب اجر بن جاتی ہے آپ فرماتے ہیں:

"ذی علم مسلمان اگر بنیت رد نصاریٰ انگریزی پڑھے گا "اجر" پائے گا اور دنیا کے لئے صرف زبان سیکھنے یا حساب اقلیدس جغرافیہ جائز علم پڑھنے میں حرج نہیں بشرطیکہ ہمہ تن اس میں مصروف ہو کر اپنے دین و علم سے غافل نہ ہو جائے۔"

۱۴۔ پردے میں استاد غیر استاد سب برابر

تعلیمی عمل میں پردے کے حوالے سے امام صاحب فرماتے ہیں:

"رہا پردہ اس میں استاد غیر استاد' عالم و غیر عالم' پیر سب برابر ہیں۔"

IIIBBCL

(کراچی)---- امام احمد رضا کی تعلیمات نے برصغیر کے مسلمانوں کے دینی، ملی اور ذہنی شعور کو اس انداز میں جلا بخشی کہ مسلمانوں کے دلوں میں انگریز سے نفرت کی ایک آگ بھڑک اٹھی جو آزادی وطن کے لئے ایک مشعل راہ کی حیثیت اختیار کرگئی، یوں انہیں بجا طور پر تحریک پاکستان کے اولین فکری معمار کا درجہ حاصل ہے اور آج بھی بقائے پاکستان کے لئے ان کی تعلیمات خصوصاً" فتاویٰ رضویہ سے رہنمائی حاصل کی جاسکتی ہے جو ہمیں قرآن و حدیث کے آفاقی پیغام کو سمجھنے میں مدد گار ہوگی---- بھارت کے ایٹمی دھماکوں کے پس منظر میں افکار امام احمد رضاکو مزید اجاگر کرنے کی ضرورت ہے۔ ان خیالات کا اظہار چیئرمین سینیٹ آف پاکستان محترم وسیم سجاد نے ادارہ تحقیقات امام احمد رضا (رجسٹرڈ) پاکستان کے زیر اہتمام ہونے والی، امام احمد رضا کانفرنس ۱۹۹۸ء کے نام اپنے ایک پیغام میں کیا جو کہ اس وقت کے وفاقی وزیر تعلیم اور موجودہ مشیر اعلیٰ، وزیراعظم برائے سندھ جسٹس (ر) سید غوث علی شاہ کی صدارت میں کراچی کے ایک فائیو اسٹار ہوٹل میں منعقد ہوئی۔

اس موقع پر فخر پاکستان ڈاکٹر عبدالقدیر خان نے اپنے پیغام میں کہا کہ اللہ رب العزت نے برصغیر کے مسلمانوں کو امام احمد رضا جیسی باصلاحیت اور مدبرانہ قیادت سے نوازا کہ جس کی تصانیف، تالیفات اور تبلیغی کاوشوں نے شکست خوردہ قوم میں ایک فکری انقلاب برپا کر دیا، انہوں نے کہا کہ آپ کی ہمہ جہت شخصیت کا ایک اہم پہلو سائنس سے شناسائی ہے سورج کو حرکت پذیرائی اور محو گردش ثابت کرنے کے ضمن میں آپ کے دلائل بڑے اہمیت کے حامل ہیں، اس مفکر اسلام کی یاد میں کانفرنس کے انعقاد پر میں ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

وفاقی وزیر خزانہ سرتاج عزیز نے اپنے پیغام میں کہا کہ برصغیر میں جداگانہ مسلم قومی شناخت کے سلسلے میں جس سطح کا کام انہوں نے کیا وہ ہماری دینی شخصیات میں کسی کا نظر نہیں آتا اور امام احمد رضا کا یہی کام آگے چل کر تحریک پاکستان کی بنیاد اور حصول پاکستان کے لئے حرکی قوت بنا، انہوں نے مسلمانوں کی تجارت، صنعت و حرفت، اسلامی بینکاری اور مشترکہ تجارتی منڈی کے قیام کے لئے جو فلاحی

اصلاحی چار نکاتی پروگرام پیش کیا تھا وہ آج بھی ہمارے لئے مشعل راہ ہے۔

جسٹس (ر) سید غوث علی شاہ جو کہ کانفرنس کی صدارت فرما رہے تھے نے کہا کہ ہندو اور انگریز طاقت کے سامنے امام احمد رضا کی شخصیت سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن گئی اور یہ نعرہ بلند کیا کہ مسلمان اور غیر مسلم دو الگ الگ قومیں ہیں، ان کا یہی نعرہ درحقیقت حصول پاکستان کا ذریعہ ثابت ہوا۔ آج پاکستان نازک دور سے گزر رہا ہے ایسے میں بھی امام احمد رضا کے مشن یکجہتی اور محبت رسول کو عام کرنے اوراس پر ثابت قدمی کی ضرورت ہے۔ یہود و نصاریٰ اور ہنود سے مقابلہ کے لئے فاضل بریلوی کا تیار کردہ "عشق رسول کا ایٹم بم" فتح و نصرت کی علامت ہے۔ انہوں نے کہا کہ آج نوجوان کو فکر رضا کی اشد ضرورت ہے جس کے لئے انشاء اللہ ہر سطح کے نصاب میں امام احمد رضا کی تعلیمات کو شامل کیا جائے گا۔ اس موقع پر انہوں نے ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کی طرف سے پروفیسر شیخ سید حازم محمد احمد المحفوظ مصری (استاد جامعہ الازہر) ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی (انڈیا) اور مشتاق احمد شاہ الازہری (سرگودھا) کو امام احمد رضا کے حوالے سے تحقیقی مقالات لکھ کر ڈاکٹریٹ اور ایم فل کرنے پر امام احمد رضا گولڈ مڈل ریسرچ ایوارڈ ۱۹۹۸ء اور سلور مڈل ریسرچ ایوارڈ ۱۹۹۸ء پیش کرتے ہوئے کہا کہ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کا کام لاثانی ہے جسے میں خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔

کانفرنس میں مقتدر ملکی و غیرملکی اسکالرز نے مقالات پیش کئے، چنانچہ علامہ مشتاق احمد الازہری (ریسرچ اسکالر جامعہ الازہر، مصر) نے کہا کہ امام احمد رضا نے عالم اسلام کے نوجوان کے قلوب کو عشق رسول سے معمور کیا، میرے الازہر یونیورسٹی سے ایم فل کرنے میں ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کا اہم کردار ہے---- ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی (ڈائریکٹر الرضا اسلامک اکیڈمی، بریلی انڈیا) نے کہا کہ امام احمد رضا کے علم و فضل کی حقیقت دنیا پر عیاں ہے، ان کی ادبی خدمات بے مثل ہیں، ان کا دیوان "حدائق بخشش" اردو، عربی اور فارسی شاعری پر چھایا ہوا ہے---- ڈاکٹر محمد مالک (ایم۔ بی۔ بی۔ ایس) ڈائریکٹر، رضا اسلامک سینٹر (ڈیرہ غازی خان) نے کہا کہ امام احمد رضا نے ۹۰ برس قبل ہوا اور آواز کی رفتار کے تعین کا طریقہ تحریر فرما کر سائنسی دنیا میں سبقت حاصل کرلی، وہ سائنس جانتے ہی نہیں بلکہ سائنسی ایجادات کے بھی ماہر تھے ان کی سائنسی خدمات عالم اسلام کا سرمایہ افتخار ہیں ان کی تعلیمات کو عام کرنے پر میں ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں----

محی الدین اسلامی یونیورسٹی آزاد کشمیر کے وائس چانسلر پروفیسر ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی نے کہا اگر فاضل بریلوی برصغیر میں پیدا نہ ہوتے تو پورا ہندوستان "ہندو" ہوتا۔ پاکستان کا نام و نشان بھی نہ ہوتا کیوں کہ پاکستان مسلمانوں ہی نے بنایا اور مسلمانوں کے دین و ایمان کو امام احمد رضا نے تحفظ دیا ایسے محسن پاکستان اور محافظ اسلام کا ذکر ہر درجہ کے نصاب میں ہونا چاہئے، انہوں نے کہا کہ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا جس محبت و خلوص اور تندہی سے تعلیمات امام احمد رضا کو عام کرا رہا ہے اس پر پورا عالم اسلام خراج تحسین پیش کرتا ہے----

مصر کے ممتاز اسکالرز پروفیسر شیخ حازم محمد احمد

المحفوظ الازہری (استاد شعبہ اردو ادب الازہر یونیورسٹی' مصر) نے کہا کہ حضرت شیخ احمد رضا امام الاکبر المجدد' عجم کی طرح اہل عرب کے بھی امام اور "مجدد" ہیں اہل اسلام کے لئے ان کی خدمات اس قدر ہیں کہ ہم ان کی مدح و ثناء میں جو کچھ بھی کہیں ان کا حق ادا کرنے سے قاصر ہیں۔ انہوں نے پوری زندگی ایسے ماحول میں اسلام اور مسلمانوں کی خدمت و دفاع کیا جب دشمنان اسلام بکثرت تھے---- انٹرنیشنل اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد کے علامہ پروفیسر جی۔ اے۔ حق محمد نے کہا کہ امام احمد رضا کی دیگر کتب تو دیگر "فتاویٰ رضویہ" ہی ایسا عظم شاہکار ہے جس کی کوئی مثل نہیں---- صدر ادارہ صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری نے خطبہ استقبالیہ پیش کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان پر امام احمد رضا کا عظیم احسان ہے اس محسن پاکستان کو خراج تحسین پیش کرنے کے لئے ریڈیو اور ٹی وی پر ان کے یوم وصال پر خصوصی مذاکرے اور تعارفی پروگرام نشر کرنے کی ضرورت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حکومت "وفاقی شرعی عدالت" میں کنزالایمان اور "فتاویٰ رضویہ" کو ماخذ کے طور پر منظور کرے ارو "معارف رضا" کو تمام سرکاری لائبریریز میں جاری کرائے' انہوں نے ادارہ کی سالانہ کارکردگی پیش کی۔ اس موقع پر "امام احمد رضا کانفرنس مجلّہ ۱۹۹۸ء" شرکاء میں تقسیم کیا گیا۔ اور یوں امام احمد رضا کے نعتیہ سلام

مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام

اور مفتی ظفر علی نعمانی کی دعا پر اس علمی و دینی محفل کا اختتام ہوا۔

☆ ☆ ☆ ☆

(اسلام آباد)---- کراچی کی طرح اسلام آباد میں بھی فائیو اسٹار ہوٹل میں کانفرنس کا انعقاد کیا گیا تھا۔ جس کی صدارت علامہ پیر علاؤ الدین صدیقی فرما رہے تھے جبکہ چوہدری محمد جعفر اقبال اور میاں انوارالحق رائے مہمان خصوصی تھے جبکہ علامہ عبدالحکیم شرف قادری' جناب گل محمد فیضی' ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی' علامہ مشتاق احمد شاہ الازہری نے مقالات پیش کئے چنانچہ ممتاز ادیب و دانشور اور روزنامہ نوائے وقت اسلام آباد/ راولپنڈی کے سب ایڈیٹر جناب گل محمد فیضی نے اپنے مقالہ میں کہا کہ برصغیر کی تاریخ و ثقافت میں ہر جگہ امام احمد رضا فاضل بریلوی کے نقوش اور اثرات ملتے ہیں' جب ہندوستان پر انگریز قابض تھا ایسے حالات پیدا ہو گئے تھے کہ سرسید احمد خاں جیسی ہستی نے بھی ہندوستان چھوڑنے کا فیصلہ کرلیا مگر امام احمد رضا نے ثابت قدمی کا مظاہرہ کیا اور شکستہ حال مسلمانوں کو سہارا دیا۔ انہوں نے کہا کہ اردو ادب پر امام احمد رضا کا احسان ہے ان کا دیوان "حدائق بخشش" اردو ادب پر فاضل بریلوی کے احسانات کی روشن دلیل ہے۔ آپ کا تصنیفی کام حیرت انگیز ہے۔ آپ نے پچاس سے زائد علوم و فنون میں ایک ہزار کتب و رسائل تصنیف فرمائی ہیں۔

محی الدین اسلامی یونیورسٹی (نیریاں شریف آزاد کشمیر) کے وائس چانسلر پروفیسر ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی نے اپنے خطاب میں کہا کہ جب برصغیر کا مسلمان زوال پذیر تھا اس وقت امام احمد رضا فاضل بریلوی ہی کی ہستی اللہ کی ایک عظیم نعمت بن کر تشریف لائی اور سادہ لوح مسلمانوں کے دین و عقائد کے تحفظ کا فریضہ انجام دیا' امام احمد رضا فاضل بریلوی ہی نے فتنہ قادیانیت کے خلاف سب سے قبل

فتویٰ صادر فرمایا تھا' انہوں نے کہا کہ فاضل بریلوی نے زندگی کے ہر محاذ پر مسلمانوں کی تربیت کرکے ان کے شعور کو بام عروج بخشا۔

ممتاز مذہبی اسکالر' محقق و مصنف علامہ عبدالحکیم شرف قادری (شیخ الحدیث' جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور) نے اپنے مقالے "امام احمد رضا اور رد مرزائیت" میں کہا کہ فتنہ مرزائیت عالم اسلام کے لئے کینسر کی حیثیت رکھتا ہے اور امام احمد رضا نے اس مہلک بیماری سے بچاؤ کے لئے عشق رسول کی دوا تجویز کی۔ آپ نے نہ صرف سب سے پہلے اس فتنہ کے خلاف فتویٰ دیا بلکہ اس کے رد میں مسلسل پانچ رسالے تحریر فرمائے ہیں۔

ادارہ تحقیقات امام احمد رضا اسلام آباد شاخ کے جنرل سیکریٹری حافظ محمد شفیق ایڈووکیٹ نے شرکاء کانفرنس کو ادارہ کی اسلام آباد شاخ کی سرگرمیوں سے آگاہ کرتے ہوئے کہا کہ اسلام آباد میں ایک جدید لائبریری کا قیام عمل میں لایا جا رہا ہے جس کے لئے جدید کمپیوٹر اور دیگر ضروری اشیاء مسلم ہینڈز برطانیہ کے چیئرمین سید لخت حسین شاہ صاحب نے عطیہ کی ہیں۔

ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کے مرکزی صدر سید وجاہت رسول قادری نے خطبہ استقبالیہ پیش کرتے ہوئے ادارہ کی سالانہ کارکردگی پیش کی اور مستقبل کے پروگرام سے آگاہ کیا۔ نیز انہوں نے کہا کہ فاضل بریلوی جیسی عظیم و نادر زمن ہستی گزشتہ دو صدیوں میں نظر نہیں آئی' ان کی گرانقدر خدمات کا تقاضا ہے کہ ان کے یوم وصال پر ہر سال ریڈیو اور ٹی وی پر خصوصی پروگرام اور مذاکرے نشر کئے جائیں' ان کی تعلیمات اور نعتوں کو شامل نصاب کیا جائے' ملک کی تمام عدالتوں اور دیگر بڑی بڑی لائبریریوں میں امام احمد رضا کا ترجمہ قرآن "کنزالایمان" "فتاویٰ رضویہ" اور ان کا دیوان "حدائق بخشش" اور دیگر کتب رکھی جائیں۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ حکومت پاکستان جو شریعت بل نافذ کرنا چاہتی ہے ہم اس کی حمایت کرتے ہوئے مطالبہ کرتے ہیں کہ شرعی فیصلے کرنے کے لئے "فتاویٰ رضویہ" کو بطور اہم ماخذ منظور کیا جائے دریں اثناء انہوں نے اعلان کیا کہ ہم عنقریب امام احمد رضا کی تمام کتب کو انٹرنیٹ کے نظام سے منسلک کرنے والے ہیں۔ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا اسلام آباد شاخ کے چیئرمین جناب کے۔ ایم۔ زاہد نے مہمانوں کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ ادارہ جدید خطوط پر مبنی بین الاقوامی سطح پر علمی و تحقیقی خدمات سرانجام دے رہا ہے۔ دنیا کی پچیس یونیورسٹیوں میں ہونے والے ریسرچ ورک کی نگرانی اور مواد کی فراہمی پر ادارہ کو فخر ہے۔

مہمان خصوصی چوہدری جعفر اقبال (ڈپٹی اسپیکر قومی اسمبلی' پاکستان) نے اپنے خطاب میں امام احمد رضا کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ امام مکرم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمتہ اللہ علیہ عالم اسلام کی جلیل القدر اور یادگار شخصیت تھے۔ امام احمد رضا کے ذریعہ رب تعالیٰ نے ہمیں اس میراث کا پھر سے امین کیا جو کہ ہم کھو چکے تھے۔ فاضل بریلوی کی ساری زندگی عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور علم کی ترویج و اشاعت میں گذری۔ حکومت پاکستان آج شریعت بل کے ذریعے امام احمد رضا کے اس مشن عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ملک میں نافذ کرنا چاہتی ہے۔ کیونکہ امام احمد رضا جیسی ہستیاں ہی

حصول پاکستان کا ذریعہ تھیں۔ کانفرنس کے دوسرے مہمان خصوصی وفاقی پارلیمانی سیکریٹری برائے وزارت اطلاعات و نشریات میاں انوارالحق رامے نے اپنے خطاب میں کہا کہ ملت اسلامیہ امام احمد رضا جیسی نادر و نایاب ہستی پر فخر کرتی ہے۔ ان کے کارناموں سے کون واقف نہیں' دو قومی نظریہ پیش کرنے والوں کی صف میں حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی کی ذات نمایاں طور پر چمک رہی ہے' انہوں نے کہا کہ ہم آج ان کی روشن سیرت اور تعلیمات پر غور کریں تو ملک میں ہر سطح پر امن و سکون اور خوشحالی میسر آسکتی ہے۔ میں ادارہ تحقیقات امام احمد رضا اور جناب کے۔ ایم۔ زاہد صاحب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ ایسی عظیم ہستی کو خراج عقیدت پیش کرنا حکومت پاکستان کی بھی ذمہ داری ہے اور میں حکومت کے ایک نمائندہ کی حیثیت سے آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ہر سال یوم رضا کے موقع پر ریڈیو اور ٹی وی پر مذاکرات نشر کرانے کے لئے مناسب کارروائی کروں گا نیز عدالتوں اور حکومت کی دیگر لائبریریوں میں "فتاویٰ رضویہ' اور "معارف رضا" کو لازمی طور پر رکھنے کے لئے بندوبست کیا جائے گا۔ صدر محفل ممتاز عالم دین و روحانی پیشوا اور محی الدین اسلامی یونیورسٹی (نیریاں شریف' آزادکشمیر) کے بانی و چانسلر حضرت علامہ پیر علاؤ الدین صدیقی نے اپنے خطبہ صدارت میں ارشاد فرمایا کہ امام احمد رضا کا دیا ہوا اصول زندگی' اتباع رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دلوں کو منور اور زندگی کو روشن و تابناک کرتا ہے ہمیں اس پر کاربند ہونے کی ضرورت ہے' ادارہ تحقیقات امام احمد رضا پاکستان جو خدمات سرانجام دے رہا ہے اس پر ہم سب کو اس کا ممنون ہونا چاہئے کہ یہ ادارہ خوشبوئے عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم تک پہنچا رہا ہے۔

اس علمی و روحانی محفل کا آغاز سہ پہر ساڑھے تین بجے تلاوت قرآن پاک سے ہوا۔ حافظ غلام مصطفیٰ نے تلاوت اور مختار احمد قادری نے اعلیٰ حضرت کی نعت بحضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیش کرنے کی سعادت حاصل کی اور سلام رضا کے بعد تقریب کا اختتام علامہ پیر علاؤ الدین صدیقی کی دعائے خیر سے ہوا۔

امام احمد رضا خاں کے ماہ و سال

تحریر: پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

نمبر	واقعہ	تاریخ
١	ولادت باسعادت	١٠ شوال ١٢٧٢ھ / ١٤ جون ١٨٥٦ء
٢	ختم قرآن کریم	١٢٧٦ھ / ١٨٦٠ء
٣	پہلی تقریر	ربیع الاول ١٢٧٨ھ / ١٨٦١ء
٤	پہلی عربی تصنیف	١٢٨٥ھ / ١٨٦٨ء
٥	دستارِ فضیلت	شعبان ١٢٨٦ھ / ١٨٦٩ء (بعمر ١٣ سال، ١٠ ماہ، ٥ دن)
٦	آغاز فتویٰ نویسی	١٤ شعبان ١٢٨٦ھ / ١٨٦٩ء
٧	آغاز درس و تدریس	١٢٨٦ھ / ١٨٦٩ء
٨	ازدواجی زندگی	١٢٩١ھ / ١٨٧٤ء
٩	فرزند اکبر مولانا محمد حامد رضا خاں کی ولادت!	ربیع الاول ١٢٩٢ھ / ١٨٧٥ء
١٠	فتویٰ نویسی کی مطلق اجازت	١٢٩٣ھ / ١٨٧٦ء
١١	بیعت و خلافت	١٢٩٤ھ / ١٨٧٧ء
١٢	پہلی اردو تصنیف	١٢٩٤ھ / ١٨٧٧ء
١٣	پہلا حج اور زیارت حرمین شریفین	١٢٩٥ھ / ١٨٧٨ء
١٤	شیخ احمد بن زین بن دحلان مکی سے اجازتِ حدیث	١٢٩٥ھ / ١٨٧٨ء
١٥	مفتی مکہ شریف عبد الرحمٰن السراج مکی سے اجازتِ حدیث	١٢٩٥ھ / ١٨٧٨ء
١٦	شیخ عابد کے تلمیذ رشید امام کعبہ شیخ حسین بن صالح، جمل اللیل مکی سے اجازت حدیث	١٢٩٥ھ / ١٨٧٨ء
١٧	احمد رضا کی پیشانی میں شیخ موصوف کا مشاہدۂ انوار الٰہیہ	١٢٩٥ھ / ١٨٧٨ء
١٨	مسجد خیف (مکہ معظمہ) میں بشارت مغفرت	١٢٩٥ھ / ١٨٧٨ء
١٩	زمانۂ حال کے یہود و نصاریٰ کی عورتوں سے نکاح کے عدم جواز کا فتویٰ۔	١٢٩٨ھ / ١٨٨١ء
٢٠	تحریکِ ترکِ گاؤکشی کا سدِ باب۔	١٢٩٨ھ / ١٨٨١ء
٢١	پہلی فارسی تصنیف	١٢٩٩ھ / ١٨٨٢ء
٢٢	اردو شاعری کا شاہکار قصیدۂ معراجیہ کی تصنیف	قبل ١٣٠٣ھ / ١٨٨٥ء
٢٣	فرزند اصغر مفتی اعظم محمد مصطفیٰ رضا خاں کی ولادت۔	٢٢ ذی الحجہ ١٣١٠ھ / ١٨٩٢ء
٢٤	ندوۃ العلماء کے جلسۂ تاسیس (کانپور) میں شرکت	١٣١١ھ / ١٨٩٤ء
٢٥	تحریکِ ندوہ سے علیحدگی۔	١٣١٥ھ / ١٨٩٧ء
٢٦	مقابر پر عورتوں کے جانے کی ممانعت میں فاضلانہ تحقیق۔	١٣١٦ھ / ١٨٩٨ء
٢٧	قصیدۂ عربیہ آمال الابرار و آلام الاشرار	١٣١٨ھ / ١٩٠٠ء
٢٨	ندوۃ العلماء کے خلاف ہفت روزہ اجلاس پٹنہ میں شرکت۔	رجب ١٣١٨ھ / ١٩٠٠ء
٢٩	علمائے ہند کی طرف سے خطاب مجدد مائۃ حاضرہ	١٣١٨ھ / ١٩٠٠ء
٣٠	تاسیس دار العلوم منظر اسلام بریلی۔	١٣٢٢ھ / ١٩٠٤ء
٣١	دوسرا حج اور زیارت حرمین الشریفین	١٣٢٣ھ / ١٩٠٥ء
٣٢	امام کعبہ شیخ عبد اللہ میرداد اور ان کے استاد شیخ حامد احمد محمد جداوی مکی کا مشترکہ استفتاء اور احمد رضا کا فاضلانہ جواب۔	١٣٢٤ھ / ١٩٠٦ء
٣٣	علماء مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے نام سندات اجازت و خلافت۔	١٣٢٤ھ / ١٩٠٦ء
٣٤	کراچی آمد اور مولانا محمد عبد الکریم درس سندھی سے ملاقات	١٣٢٤ھ / ١٩٠٦ء

۳۵: احمد رضا خاں کے عربی فتوے کو حافظ کتب الحرم سید اسمٰعیل خلیل مکی کا زبردست خراج عقیدت۔ — سنہ ۱۳۲۵ھ / سنہ ۱۹۰۷ء

۳۶: شیخ ہدایت اللہ بن محمد بن محمد سعید السندی مہاجر مدنی کا اعتراف مجددیت۔ — ۱۴ ربیع الاول سنہ ۱۳۳۰ھ / سنہ ۱۹۱۲ء

۳۷: قرآن کریم کا اردو ترجمہ کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن — سنہ ۱۳۳۰ھ / سنہ ۱۹۱۲ء

۳۸: شیخ موسیٰ علی الشامی الازہری کی طرف سے خطاب "امام الائمۃ المجدد لہذہ الامۃ" — یکم ربیع الاول سنہ ۱۳۳۰ھ / سنہ ۱۹۱۲ء

۳۹: حافظ کتب الحرم سید اسمٰعیل خلیل مکی کی طرف سے خطاب "خاتم الفقہاء والمحدثین"۔ — سنہ ۱۳۳۰ھ / سنہ ۱۹۱۲ء

۴۰: علم المربعات میں ڈاکٹر سر ضیاء الدین کے مطبوعہ سوال کا فاضلانہ جواب۔ — قبل سنہ ۱۳۳۱ھ / سنہ ۱۹۱۳ء

۴۱: ملت اسلامیہ کے لئے اصلاحی اور انقلابی پروگرام کا اعلان۔ — سنہ ۱۳۳۱ھ / سنہ ۱۹۱۳ء

۴۲: بہاول پور ہائی کورٹ کے جسٹس محمد دین کا استفتا اور احمد رضا خاں کا فاضلانہ جواب۔ — ۲۳ رمضان المبارک سنہ ۱۳۳۱ھ / سنہ ۱۹۱۳ء

۴۳: مسجد کانپور کے قضیے پر برطانوی حکومت سے معاہدہ کرنے والوں کے خلاف ناقدانہ رسالہ۔ — سنہ ۱۳۳۱ھ / سنہ ۱۹۱۳ء

۴۴: ڈاکٹر سر ضیاء الدین (وائس چانسلر مسلم یونیورسٹی علی گڑھ) کی آمد اور استفادہ علمی۔ — مابین سنہ ۱۳۳۲ھ / سنہ ۱۹۱۴ء اور سنہ ۱۳۳۵ھ / سنہ ۱۹۱۶ء

۴۵: انگریزی عدالت میں جانے سے انکار اور حاضری سے استثنا۔ — سنہ ۱۳۳۴ھ / سنہ ۱۹۱۶ء

۴۶: صدر الصدور صوبہ جات ہند کے نام ارشاد نامہ۔ — سنہ ۱۳۳۴ھ / سنہ ۱۹۱۶ء

۴۷: تاسیس جماعت رضائے مصطفیٰ بریلی۔ — تقریباً سنہ ۱۳۳۶ھ / سنہ ۱۹۱۷ء

۴۸: سجدۂ تعظیمی کی حرمت پر فاضلانہ تحقیق۔ — سنہ ۱۳۳۷ھ / سنہ ۱۹۱۸ء

۴۹: امریکی ہیأۃ داں پروفیسر البرٹ ایف پورٹا کو شکست فاش — سنہ ۱۳۳۸ھ / سنہ ۱۹۱۹ء

۵۰: آئزک نیوٹن اور آئن اسٹائن کے نظریات کے خلاف فاضلانہ تحقیق — سنہ ۱۳۳۸ھ / سنہ ۱۹۲۰ء

۵۱: رد حرکت زمین پر فاضلانہ تحقیق — سنہ ۱۳۳۸ھ / سنہ ۱۹۲۰ء

۵۲: فلاسفۂ قدیمہ کا رد بلیغ — سنہ ۱۳۳۸ھ / سنہ ۱۹۲۰ء

۵۳: دو قومی نظریہ پر حرف آخر۔ — سنہ ۱۳۳۹ھ / سنہ ۱۹۲۱ء

۵۴: تحریک خلافت کا افشائے راز۔ — سنہ ۱۳۳۹ھ / سنہ ۱۹۲۱ء

۵۵: تحریک ترک موالات کا افشائے راز۔ — سنہ ۱۳۳۹ھ / سنہ ۱۹۲۱ء

۵۶: انگریزوں کی معاونت اور حمایت کے الزام کے خلاف تاریخی بیان۔ — سنہ ۱۳۳۹ھ / سنہ ۱۹۲۱ء

۵۷: وصال۔ — ۲۵ صفر المظفر سنہ ۱۳۴۰ھ / ۲۸ اکتوبر سنہ ۱۹۲۱ء

۵۸: مدیر "پیسہ اخبار" لاہور کا تعزیتی نوٹ۔ — یکم ربیع الاول سنہ ۱۳۴۰ھ / ۳ نومبر سنہ ۱۹۲۱ء

۵۹: سندھ کے ادیب شہیر سرشار عقیلی تنوی کا تعزیتی مقالہ — سنہ ۱۳۴۱ھ / ستمبر سنہ ۱۹۲۲ء

۶۰: بمبئی ہائی کورٹ کے جسٹس ڈی۔ ایف ملا کا خراج عقیدت۔ — سنہ ۱۳۴۹ھ / سنہ ۱۹۳۰ء

۶۱: شاعر مشرق ڈاکٹر علامہ محمد اقبال کا خراج عقیدت۔ — سنہ ۱۳۵۱ھ / سنہ ۱۹۳۲ء

بحضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم
بلغ العلیٰ بکمالہ
کشف الدجیٰ بجمالہ
حسنت جمیع خصالہ
صلوا علیہ وآلہ
علیہ الصلوٰۃ والسلام
کلام شیخ سعدی